در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ
بیادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۳-۲۴ جلد نمبر ۲

۱۶ ستمبر تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۳ء ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

الحسن کے ممبران توجہ فرمائیں!

مجلہ ھٰذا "غوثِ اعظم" نمبر تین شماروں پر مشتمل ہے اور اس کے ساتھ ہی "پندرہ روزہ الحسن" کا ایک سال بھی پورا ہو گیا ہے،

الحمد للہ ثم الحمد للہ

وہ تمام حضرات جن کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے وہ یکم نومبر ۱۹۹۳ء تک مبلغ -/۱۴۰ روپے جمع فرمائیں تاکہ "پندرہ روزہ الحسن" کی ترسیل انہیں آئندہ سال ۱۹۹۴ء کے لئے جاری رکھی جا سکے۔

سید غلام الحسنین قادری الگیلانی
منتظم اعلیٰ "پندرہ روزہ الحسن"
یکہ توت پشاور

الحسن

پشاور

پندرہ روزہ

کی

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نمبر

خصوصی اشاعت

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ درمیانِ اولیاء
چوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانِ انبیاء

فہرست مندرجات

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۴
۲	دستگیری کا طلبگار ہوں شیئاً للہ	مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ	۵
۳	حیاتِ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ	سید محمد انور شاہ قادری	۶
۴	قدم سرکار کا ہے الخ	پروفیسر حفیظ تائب	۲۸
۵	ازالۃ الخفاف ایصال الصدقۃ والدعا	مولانا سید مبارک شاہ	۳۰
۶	التجاء بحضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ	حافظ برکت علی صاحب مرحوم	۴۲
۷	غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا لقب اور اکابرین دیوبند	مدیر اعلیٰ	۴۴
۸	گیارہویں شریف حقائق کی روشنی میں	پروفیسر فیاض احمد خان صاحب کاوش	۶۶
۹	میرے پیر مشکل کشاء غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	پروفیسر نبی بخش گوہر مرحوم	۷۷
۱۰	ملفوظات غوث اعظم رضی اللہ عنہ	سید نور الحسنین قادری گیلانی	۷۹
۱۱	کرامات غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	سید غلام الحسنین قادری گیلانی	۸۶

شذرہ

عرسِ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہٗ

مُدیرِ اعلیٰ

حضرت غوث اعظم، شیخ الاسلام، تاج العارفین، غوث الثقلین، پیرانِ پیر، قطب الاقطاب، لب الالباب، سلاب الاحوال، سلطان الاولیاء، غوث الصمدانی، نورِ ربانی، محبوبِ سبحانی، قندیل نُورانی، شہباز لامکانی، ہیکل یزدانی حضرت ابو محمد محی الدین سیّدنا الشیخ عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو عرب وعجم کے تمام ممالک میں نہایت ہی عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے اور یہ عام طور پر بڑی گیارہویں شریف کے نام سے معروف ہے۔

حضرت ابو البرکات سیّد حسن صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ جب حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ، کے ارشاد پر گیارہویں صدی ہجری میں پشاور تشریف لائے اور اقامت گزیں ہو کر دین اسلام کی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اشاعت شروع فرمائی تو اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے پشاور میں گیارہویں شریف کی بابرکت محفل کا بھی آغاز فرمایا۔ اُس وقت سے لیکر آج تک ہمارے خاندان میں گیارہویں شریف کا اہتمام ایک معمول چلا آرہا ہے۔ اور ۱۹۵۰ء میں والد گرامی قدر حضرت برہان العاشقین سیّد محمد زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اس مقدس محفل کے انعقاد کا شرف اس فقیر کو حاصل ہوا جو الحمد للہ آج تک جاری وساری ہے جس میں اہالیانِ پشاور بڑے ہی ذوق وشوق سے شمولیت فرماتے ہیں۔ ملک کے دیگر حصوں سے بھی حضور غوث الثقلین کے پیروکار شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ شمارہ اس نسبت سے غوث اعظم نمبر کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جس میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے متعلق گراں قدر مقالات شائع کئے جا رہے ہیں۔

امید ہے۔ قارئین الحسن ان سے بھرپور استفادہ فرمائیں گے۔

دستگیری کا طلبگار ہوں شیئاً للہ

حضرت مولینا حسرت موہانی

دستگیری کا طلبگار ہوں شیئاً للہ
میر بغداد! میں ناچار ہوں شیئاً للہ

حالِ دل شرم سے اب تک نہ کہا تھا لیکن
آج میں در پئے اظہار ہوں شیئاً للہ

کرمِ خاص کے لائق تو نہیں میں پھر بھی
آپ کا غاشیہ بردار ہوں شیئاً للہ

آپ ہی سنیئے کہ اب اور کہوں میں کس سے؟
بستہ دامنِ سرکار ہوں شیئاً للہ

مجھ سے اب دین کی پستی نہیں دیکھی جاتی
غلبۂ کفر سے بیزار ہوں شیئاً للہ

پائے رفتن ہے نہ ہے ہند میں جائے ماندن
سختِ مشکل میں گرفتار ہوں شیئاً للہ

جلوۂ پاک نظر آئے تو بر آئے مراد
تشنۂ شربتِ دیدار ہوں شیئاً للہ

کیا کروں میری دعا بھی تو نہیں ہے مقبول
میں کہ اِک فردِ گنہگار ہوں شیئاً للہ

غوثِ اعظم سے جو مانگو گے ملے گا حسرت
بس کہو حاضرِ دربار ہوں شیئاً للہ

حیات حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سید محمد انور شاہ قادری
لائبریرین گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن گل بہار پشاور

پانچویں، چھٹی اور ساتویں صدی ہجری میں عالم اسلام کو جن مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا نیز اپنوں اور بیگانوں کی سازشوں سے جانی و مالی فوجی و سیاسی اور علمی و ادبی سطح پر امت مسلمہ کو جو بے پناہ نقصان اٹھانا پڑا اس کی وجہ سے مسلمان قوم زخم خوردہ ہو کر حوصلہ ہار چکی تھی اور اس پر زوال کے سائے لہرا رہے تھے یوں نظر آ رہا تھا کہ ملت اسلامیہ کا عروج قصہ پارینہ بننے والا ہے لیکن تاریخ کے طالب علم سے یہ بات بھی مخفی نہیں کہ یاس و محرومی انقباض و کشیدگی اور بے یقینی و بے سرو سامانی کے اس دور میں کچھ ایسے صاحبان عزم و ہمت ستودہ صفات اور بصیرت افروز حضرات بھی پیدا ہوتے جنہوں نے اپنی بلند ہمتی، شمشاد قامتی، دینی بصیرت اور روحانی قوت سے امت کی ڈھولتی ہوئی کشتی کو سہارا دیا، زخموں پر مرہم رکھا، قوم کو حوصلہ دیا، اعتماد بحال کیا اور انہیں گناہوں کی آلودگی سے نکال کر روحانی عظمت سے ہمکنار کر کے اسلام کے پرچم کو بلند فرما دیا۔ ان عظیم البرکت ہستیوں میں سے حضرت سیدنا ابو محمد محی الدین غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی کامل و اکمل اتباع کرتے ہوتے دین اسلام کے اندر جو نئی روح پھونکی اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو گہرے اور دور رس اثرات مرتب فرمائے، دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

نام کنیت اور لقب:-

آپ کا اسم گرامی عبدالقادر رضی اللہ عنہ اور کنیت ابو محمد ہے۔ جبکہ مختلف بلاد اسلامیہ میں شیخ الاسلام، تاج العارفین، پیران پیر، محی الدین، سلطان الاولیاء، قطب الاقطاب، غوث الثقلین اور غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کے القابات سے مشہور ہیں (۱)

شجرہ نسب پدری :-

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نجیب الطرفین حسنی حسینی سید ہیں۔ والد گرامی مرتبت کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب گیارہ واسطوں سے مولائے کائنات امام الاولیا۔ سید الاتقیا۔ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک یوں پہنچتا ہے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی بن حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن حضرت سید عبداللہ جیلی بن حضرت سید یحییٰ زاہد بن حضرت سید شمس الدین محمد زکریا بن حضرت سید ابو بکر داؤد بن حضرت سید موسیٰ بن حضرت سید عبداللہ صالح بن حضرت سید موسیٰ الجون بن حضرت سید عبداللہ المحض بن حضرت سید حسن المثنیٰ بن حضرت امام حسن مجتبیٰ بن حضرت امام الاولیا۔ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم (۲)

شجرہ نسب مادری :-

والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب پندرہویں پشت پر حیدر کرار امیر المومنین سیدنا جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مل جاتا ہے۔

والدته الكريمة ام الخير امة الجبار فاطمة بنت السيد عبدالله الصومعي الزاهد بن الامام ابي جمال الدين السيد محمد بن الامام السيد محمود بن الامام ابي العطاء عبدالله بن الامام كمال الدين عيسىٰ بن الامام السيد ابي علاء الدين محمد الجواد بن الامام على الرضا بن الامام موسىٰ الكاظم بن الامام جعفر الصادق بن الامام محمد الباقر بن الامام على زين العابدين بن الامام الحسين بن الامام على بن ابي طالب رضى الله عنهم اجمعين۔(۳)

ولادت باسعادت :-

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ۴۷۰ھ / ۱۰۷۷ء (۴) میں بمقام گیلان (۵) پیدا ہوئے اگرچہ بعض مورخین نے آپ کا سن پیدائش ۴۷۱ھ (۶) بھی تحریر کیا ہے لیکن ۴۷۰ھ صحیح ہے اور اس پر تمام ثقہ مورخین کا اتفاق ہے (۷)

بچپن:-

آپ کی پیدائش کے فوراً بعد آپ کے والد گرامی حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحلت فرما گئے (۸)۔ اور آپ کی دیکھ بھال کی تمام ذمہ داریاں آپ کی والدہ ماجدہ پر آن پڑیں جو بذات خود ولی کاملہ اور عظیم تر اسوہ حسنہ کا ایک اعلیٰ نمونہ تھیں۔ آپ نے اپنے ہونہار بیٹے کی رہنمائی و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بڑی محنت اور توجہ سے اپنے صاحبزادے کی پرورش فرمائی۔ حق گوئی و صداقت کا ایسا سبق دیا کہ بڑے بڑے خطرناک حالات میں بھی آپ نے سچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اس مقولے کو سچ کر دکھایا کہ ایک اچھی ماں سو استادوں سے بہتر ہوتی ہے۔ بچپن میں جب بھی آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں اپنے ہم جولیوں کے ساتھ کھیلنے کا خیال پیدا ہوتا تو غیب سے ایک آواز آتی اے نیک سیرت میری طرف آ! چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ بھاگ کر والدہ محترمہ کی گود میں بیٹھ جاتے (۹)

ابتدائی تعلیم:-

آپ کی والدہ ماجدہ اپنے بیٹے کے اوصاف حمیدہ سے بخوبی آگاہ ہو چکی تھیں اور خود ان کی اپنی بھی یہی خواہش تھی کہ اپنے لخت جگر کو اسلامی تعلیم کے لئے وقف کر دیں چنانچہ پانچ سال کی عمر میں آپ نے اپنے فرزند ارجمند کو جیلان کے علماء اور مدرسین کے سپرد کر دیا تقریباً اٹھارہ برس تک وہیں تعلیم پاتے رہے اور اس عرصے میں ناظرہ قرآن حکیم اور حفظ قرآن کے علاوہ عربی اور فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی (۱۰)

ورود بغداد:-

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے جیلان میں ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بغداد جانے کا قصد فرمایا۔ بغداد ان دنوں سلطنت عباسیہ کا دارالخلافہ اور علوم و فنون کا مرکز تھا، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ محترمہ سے اجازت لے کر بغداد روانہ ہوئے۔ اس سفر کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کی سچائی و صداقت کی بناء پر ڈاکوؤں کا پورا گروہ آپ رضی اللہ عنہ کے دستِ اقدس پر تائب ہوا اور از سرِ نو صحیح اسلامی زندگی کا آغاز کیا۔ یہ مشہور و معروف واقعہ

تاریخ وسیرت کی کتابوں میں تفصیل سے موجود ہے۔ اور اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عظیم ماں نے کس قدر عمدگی سے آپ کی تربیت فرمائی۔ حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ اٹھارہ برس کی عمر میں بغداد تشریف لائے۔ صاحب تاریخ بغداد نے آپ کی بغداد تشریف آوری کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

قدم بغداد فی سنۃ ثمان و ثمانین واربع مائۃ ولہ ثمانی عشرۃ سنۃ (۱۱)

(آپ رضی اللہ عنہ ۴۸۸ھ میں اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد میں داخل ہوئے)۔

حضرت پیران پیر نے اٹھارہ سال کے بعد اپنی باقی ساری زندگی اسی شہر بغداد شریف میں حصول علم، ریاضت و مجاہدہ، تصنیف و تالیف، رشد و ہدایت، اصلاح وارشاد اور درس و تدریس میں بسر فرمائی (۱۲)

عصر حاضر کے ممتاز مؤرخ علامہ ابوالحسن علی ندوی نے آپ رضی اللہ عنہ کے ورود بغداد پر اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔ "یہی وہ سال ہے، جس سال امام غزالی نے تلاش حق و حصول یقین کے لئے بغداد کو خیرباد کہا تھا۔ یہ محض اتفاق نہیں کہ ایک جلیل القدر امام سے جب بغداد محروم ہوا تو دوسرے جلیل القدر مصلح اور داعی الی اللہ کا وہاں ورود ہوا" (۱۳)

نیز ابوالحسن علی ندوی مزید لکھتے ہیں "کہ جب آپ (رضی اللہ عنہ) بغداد (شریف) پہنچے تو عبادات و مجاہدات کی طرف طبعی کشش کے باوجود تحصیل علم میں مشغول ہو گئے اور ہر علم کو اس کے باکمال اساتذہ اور صاحب فن علماء سے حاصل کیا اور اس میں پوری دستگاہ حاصل کی (۱۴)

اساتذہ کرام:-

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مختلف علوم کے حصول کیلئے چوٹی کے علماء اور آئمہ وقت سے کسب علم کیا، آپ رضی اللہ عنہ کے چند مشہور اساتذہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں

۱۔ ابوذکریا بن علی بن خطیب التبریزی، مدرسہ نظامیہ بغداد میں شعبہ ادب کی تدریس اور کتب خانے کے نگران تھے، ۵۰۲ھ میں وفات پائی (۱۵)

۲۔ ابوالوفا علی بن عقیل البغدادی، فقہ حنبلی کے معروف فقیہ تھے، متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں "الارشاد" اور "الفصول" مشہور ہیں، ۵۱۳ھ میں

انتقال فرمایا (۱۶)

۳۔ ابو غالب محمد بن الحسن الباقلانی، آپ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حدیث کے استاد ہیں (۱۷)

۴۔ ابی سعد محمد بن عبدالکریم بن خشیش، آپ سے بھی حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف کا درس لیا (۱۸)

۵۔ ابی عثمان اسماعیل بن محمد بن مسلمتہ الاصبھانی، یہ بھی حضور پیران پیر رضی اللہ عنہ کے استاد حدیث شریف ہیں (۱۹)

۶۔ ابو محمد جعفر بن احمد سراج المتوفی ۵۰۰ھ (۲۰)

شیوخ عظام:۔

حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے اپنے وقت کے دو جلیل القدر مشائخ عظام سے سلوک و طریقت کے اسرار و رموز اخذ کر کے کسب فیض کیا۔

۱۔ حضرت شیخ حماد الدباس، آپ رضی اللہ عنہ بغداد کے بلند مرتبت مشائخ میں سے تھے، محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جوانی میں اکثر آپ کی صحبت کاملہ میں بڑے ہی ادب و احترام سے حاضر ہوتے اور سلوک و معرفت کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ ہی سے حاصل فرمائی۔ آپ نے ایک دن جناب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ پیشن گوئی فرمائی کہ اس عجمی کا ایسا قدم ہے کہ اپنے وقت کے تمام اولیاء کی گردن پر ہو گا۔ آپ نے ۵۲۵ھ میں وصال فرمایا (۲۱)

۲۔ حضرت قاضی ابو سعید المبارک المخرمی الحنبلی، فقہ حنبلی کے بہت بڑے فقیہ، عالم، فاضل اور اکابرین صوفیائے عراق میں سے تھے۔ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے آپ سے فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ سلوک و معرفت کی تکمیل بھی فرمائی اور آپ ہی کے دست اقدس سے خرقہ خلافت پہنا (۲۲)۔ ۵۱۳ھ میں فوت ہوئے (۲۳)

مجاہدات و ریاضات:۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو انتہائی سخت مجاہدات وریاضت اور مشقت سے گذارا، پچیس سال تک عراق کے جنگلوں اور بیابانوں میں عبادت میں مشغول رہے گیارہ سال تک برج بغداد میں یاد الہی میں بسر کئے، چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی (۲۴)

درس و تدریس اور افتاء۔

علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد ۵۲۸ھ میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مرشد و معلم حضرت قاضی ابو سعید المخرمی کے مدرسہ میں درس و تدریس شروع فرمائی (۲۵) آپ رضی اللہ عنہ کے معاصر اور ممتاز عالم دین ابن جوزی لکھتے ہیں۔

"وکان ابو سعد المخرمی قد بنی مدرسته لطیفته بباب الازج فضوضت الی عبدالقادر" (۲۶)

(حضرت ابو سعد (سعید) المخرمی نے باب الازج کے مقام پر لطیفہ کے نام سے ایک دارالعلوم قائم فرمایا اسے حضرت شیخ عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کردیا)

اس مدرسے میں آپ رضی اللہ عنہ مختلف قسم کے تیرہ علوم کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے اور ساتھ ساتھ دارالافتاء کا کام بھی آپ نے ہی سنبھال رکھا تھا، مختلف بلاد اسلامیہ سے کثیر تعداد میں استفتاء آتے اور آپ حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہما کے مذاہب کے مطابق فتوی دیتے (۲۷)

ایک مرتبہ عراق کے علماء کی طرف سے ایک فتوی آیا جس پر علمائے عراق و عجم جواب دینے سے قاصر تھے، صورت مسئلہ یہ تھی "کیا فرماتے ہیں علمائے سادات اس انسان کے بارے میں جس نے اس شرط کے ساتھ اپنی بیوی پر تین طلاق کی قسم کھائی کہ اگر وہ ایسی عبادت خداوندی کرے جس میں ساری کائنات ارضی میں اس کا اس وقت کوئی شریک نہ ہوسکے ایسے حالات میں اسے کون سی عبادت کرنا ضروری ہے اور اگر وہ نہ کرسکے تو کیا اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی"؟۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بلا تامل جواب ارشاد فرمایا کہ وہ شخص فوری طور پر مکہ مکرمہ جائے، مطاف شریف کو خالی کرالیا جائے اور وہ تنہا طواف کرے اس طرح اس پر قسم واقع نہ ہوگی (۲۸) درس و تدریس اور افتاء کا یہ سلسلہ ۳۳ سال تک جاری رہا (۲۹)

درس و تدریس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے عوام کی اصلاح و فلاح کیلئے رشد و ہدایت کا سلسلہ بھی شروع فرمایا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سید شیخ عبدالوہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد ہفتے میں تین بار وعظ فرماتے۔ جمعہ و اتوار کے دن صبح کے وقت اور منگل کی رات کو۔ یہ سلسلہ ۵۲۱ھ کو شروع ہو کر ۵۶۱ھ تک چالیس سال جاری رہا (۳۰) سارا بغداد آپ کے مواعظ پر ٹوٹ پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی قبولیت عطا فرمائی جو بڑے بڑے بادشاہوں کو نصیب نہ ہو سکی، بادشاہ اور وزراء آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں نیازمندانہ حاضر ہوتے اور ادب سے بیٹھ جاتے، علماء و فقہاء کا کچھ شمار نہ تھا، ایک ایک مجلس میں چار چار سو دواتیں شمار کی گئیں جو آپ رضی اللہ عنہ کے ارشادات قلم بند کرنے کے لئے لائی جاتیں (۳۱) بغداد شریف کے جو علماء و مشائخ آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتے۔ ان میں سے چند اکابرین کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۳۲)

حضرت شیخ بقا بن بطو

حضرت شیخ ابو سعید القیلوی المتوفی ۵۵۷ھ

حضرت شیخ علی الہیتی المتوفی ۵۶۴ھ

حضرت شیخ نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی (۴۹۰ھ۔ ۵۶۳ھ)

حضرت شیخ ابو حکیم بن دینار

حضرت شیخ ماجد الکردی المتوفی ۵۶۴ھ

حضرت شیخ مظفر البادری

حضرت قاضی ابو یعلی محمد بن الفرا

حضرت قاضی ابوالحسین علی بن الدامغانی

حضرت امام ابوالفتح ابن البناء۔ وغیرھم

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے معاصرین میں سے مشہور عالم ابن جوزی نے آپ رضی اللہ عنہ کے مواعظ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

"فتکلم علی الناس بلسان الوعظ وظهر لہ صیت بالزہد و کان لہ سمت و صمت و ضاقت المدرستہ بالناس فکان یجلس عند سور بغداد مستند الی الرباط و یتوب عندہٗ فی المجلس خلق کثیر أفعمرت المدرستہ ووسعت و تعصب فی ذالک العوام" (۳۳)

(لوگوں کو وعظ کی زبان میں تلقین فرماتے، آپ کا وجود زہد کی علامت تھا آپ پاکیزہ روش کے مالک اور کم گو تھے مدرسہ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت شروع فرمائی پس لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے جگہ تنگ ہو گئی اور شہر بغداد کی فصیل تک لوگ جمع ہو جاتے، ایک ایک مجلس میں کثرت سے لوگ آپ کے دست اقدس پر توبہ کرتے، چنانچہ کئی بار مدرسہ کو وسعت دی گئی لیکن اس کے باوجود لوگوں کے لئے جگہ نا کافی ہوتی)۔

حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ کے وعظ کی کوئی مجلس ایسی نہ تھی جس میں کوئی یہودی یا عیسائی دامن اسلام میں نہ آیا ہو، راہزن، چور، ملحد، بے دین اور بد عقیدہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آکر تائب ہوتے، یہودیوں اور عیسائیوں میں سے ۵۰۰ کے قریب آپ کے دست اقدس پر اسلام لائے اور ایک لاکھ سے زیادہ چور اور قزاق (راہزن) تائب ہوئے (۳۴)

حلیہ مبارک:-

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات حسن و جمال کا پیکر تھی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو حسن ظاہری اور جمال جسدی سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے معاصرین و مصاحبین نے آپ کا جو حلیہ مبارک بیان کیا ہے وہ سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ حضرت امام نورالدین شطنوفی رحمتہ اللہ نے اپنی کتاب "بہجۃ الاسرار" میں آپ رضی اللہ عنہ کا سراپا ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

"اخبرنا قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن الامام عماد الدین ابی اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد المقدسی قال اخبرنا شیخنا الامام العالم الربانی موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامتہ المقدسی قال کان شیخنا شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر الجیلی نحیف البدن ربع القامتہ عریض الصدر عریض اللحیتہ طویلھا اسمر مقرون الحاجبین ادعج العینین

ذات صوت جهوری و سمت بهی و قدر علی و علم وفی رضی اللہ عنہ (۳۵)

(ہمیں خبر دی قاضی القضاۃ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن امام عماد الدین ابی اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی نے اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہمارے شیخ امام عالم ربانی موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی نے، انہوں نے فرمایا کہ ہمارے شیخ، شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلی (رضی اللہ عنہ) نازک جسم، درمیانے قدوقامت، کشادہ سینے، گھنی اور دراز ریش مبارک، سرخ و سفید رنگت، باریک و پیوستہ ابرو اور بلند و بارعب آواز کے مالک تھے جو دور و نزدیک والوں کو یوں سنائی دیتی جیسے آپ رضی اللہ عنہ ان کے قرب وجوار میں تشریف فرما ہوں)۔

اخلاق و محامد:۔

حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ ظاہری و باطنی خوبیوں کے مظہر اتم تھے، اپنے جد اعلی سرور کونین جناب احمد مجتبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ کے اخلاق و کردار حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا بہترین نمونہ تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاصرین آپ کے حسن واخلاق، تواضع وانکسار، جودو سخا اور مناقب و محامد بیان کرنے میں رطب اللسان ہیں۔

مفتی عراق محی الدین ابو عبداللہ محمد البغدادی کہتے ہیں۔

"ابعد الناس عن الفحش اقرب الناس الی الحق شدید الباس اذا انتہکت محارم اللہ عزوجل لا یغضب لنفسہ ولا ینتصر لغیر ربہ"۔ (۳۶)

(غیر مہذب بات سے انتہائی دور حق اور معقول بات سے بہت قریب تھے اگر احکام خداوندی اور حدود الہٰی میں سے کسی پر دست درازی ہوتی تو آپ کو جلال آجاتا، خود اپنے معاملے میں کبھی غصہ نہ فرماتے اور اپنے رب تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کے لئے انتقام نہ لیتے)

ابو ظفر منصور بن مبارک واسطی فرماتے ہیں۔

"مارات عینای احسن من خلق الشیخ ولا اوسع صدراً ولا اکرم نفساً ولا اعطف قلباً ولا احفظ عہداً

و وداً ولقد كان مع جلالته قدره و علو منزلته وسعته علمه يقف مع الصغير و يوقر الكبير ويبداء بالسلام و يجالس اضعفاء ويتواضع للفقراء»(۳۷)

(میری آنکھوں نے حضرت شیخ سے بڑھ کر کسی کو اتنا با اخلاق، کشادہ دل، کریم النفس، رقیق القلب، مہربان اور وعدوں کی پاسداری کرنے والا نہیں دیکھا آپ (رضی اللہ عنہ) باوجود قدرو منزلت، علو مرتبت اور وسعت علم کے چھوٹوں پر شفقت فرماتے، بڑوں کی تعظیم کرتے، سلام میں سبقت لے جاتے، کمزوروں کو اپنے پاس بٹھاتے اور درویشوں کی تواضع فرماتے)

مفسر قرآن و مورخ اسلام حافظ عماد الدین ابن کثیر رقم طراز ہیں

"آپ رضی اللہ عنہ بڑے درویش، نیک، صالح اور متقی انسان تھے، لوگوں کو وعظ فرماتے جس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سوا خاموش رہتے" (۳۸)

صاحب بہجتہ الاسرار نے آپ کے اخلاق عالیہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

«اخبرنا ابو غالب فضل الله بن احمد بن بيان بن مرتضىٰ بن شكر الله الهاشمى البغدادى الكرخى قال اخبرنا الشيخ ابوالحسن على بن سليمان الخباز قال سمعت الشيخ اباالقاسم عمر البزاز يقول كانت الاوقات التى جالسنا فيها الشيخ عبدلقادر رضى الله عنه كانها المنام فلما استيقظنا فقدناها كانت اخلاقه رضيه واوصافه زكيه و نفسه ابيه و كفه سخيه و كان يامر كل ليلته بمد اسماط وياكل مع الاضياف و يجالس الضعفاء ويعود المرضىٰ ويصبر على طلبته العلم لا يظن جليسه ان احداً اكرم عليه منه ويتفقد من غاب اصحابه ويسال عن شؤنهم و يحفظ ودهم و يعفوعن سياتهم و يصدق من حلف له و يخفى علمه فيه وما رايت اشد حياء منه»(۳۹)

(ہمیں خبر دی ابو غالب فضل اللہ بن احمد بن بیان بن مرتضیٰ بن شکر اللہ الہاشمی بغدادی کرخی نے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان خباز نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو قاسم عمر بزاز سے سنا کہ انہوں نے فرمایا ایک زمانہ تھا کہ ہمیں بھی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی۔ گویا کہ وہ زمانہ ایک حسین خواب کی مانند تھا۔ جس سے ہم بیدار ہو گئے، وہ سکون و اطمینان پھر کبھی نصیب نہ ہو سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت پسندیدہ اخلاق، عمدہ

اوصاف، پاکیزہ صفات اور کشادہ ہتھیلیوں کے مالک تھے یعنی فیاض تھے اور ہر رات وسیع دستر خوان لگانے کا حکم فرماتے اور سب مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے، غریبوں کو اپنے پاس بٹھاتے اور طلباء کو علم کے حصول کی رغبت دلاتے، آپ کے احباب میں سے ہر ایک یہی سمجھتا کہ میں آپ کے زیادہ قریب ہوں، آپ اپنے دوستوں کی بڑی قدر کرتے اور جو ان میں سے نہ آتا اس کے متعلق دریافت فرماتے اور ان کی مصروفیت پوچھتے، ان سے پیار و شفقت فرماتے، ان کی لغزشوں سے درگزر فرماتے، اور دوسروں کی قسم کا یقین کرتے۔ اپنے علم کی نمائش نہ فرماتے اور میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حیادار کسی دوسرے کو نہیں دیکھا)

امام سمعانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مناقب یوں بیان کرتے ہیں۔

"ھو امام الحنابلۃ و شیخھم فی عصرہ فقیہ صالح دین خیر کثیر الذکر دائم الفکر سریع الدمعۃ"(۴۰)

(وہ اپنے زمانے میں حنابلہ کے امام اور شیخ ہیں، فقیہ، صالح، دیندار، بہت زیادہ نیکی کرنے والے، کثرت سے ذکر کرنے والے، ہمیشہ مراقبہ میں رہنے والے اور بہت زیادہ آنسو بہانے والے ہیں)۔

حضرت امام شعرانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

"امت محمدیہ میں جتنی ہستیاں گزری ہیں ان میں وہ صفات موجود نہیں جو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بابرکت شخصیت میں موجود ہیں" (۴۱)۔

الغرض آپ رضی اللہ عنہ اخلاق حسنہ کی جملہ صفات، صدق و صفا، جود و سخا، عدل و انصاف، زہد و تقویٰ، امانت و دیانت، صبر و تحمل، عجز و انکساری، عبادت و ریاضت، ذکر و فکر، حق گوئی اور خدمت خلق سے بدرجہ کمال متصف تھے۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور حکومت وقت۔

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے ۷۳ سال بغداد شریف میں بسر فرمائے اور اس عرصہ میں درج ذیل پانچ عباسی خلفاء نے یکے بعد دیگرے مسند خلافت سنبھالی

(۱)	مستظہر باللہ	(۴۸۷	ــــــ	۵۱۵ھ)
(۲)	مسترشد باللہ	(۵۱۵	ــــــ	۵۲۹ھ)
(۳)	راشد باللہ	(۵۲۹	ــــــ	۵۳۰ھ)
(۴)	المقتفیٰ لامراللہ	(۵۳۰	ــــــ	۵۵۵ھ)
(۵)	المستنجد باللہ	(۵۵۵	ــــــ	۵۶۶ھ)

آپ رضی اللہ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہوئے ان خلفاء اور ان کے امراء و وزراء کی کبھی پرواہ نہیں کی اور نہایت ہی جرات و صاف گوئی کے ساتھ علی الاعلان ان کے برے افعال اور غلط فیصلوں کی مذمت فرمائی۔ ایک دفعہ خلیفہ مقتفیٰ لامراللہ نے ابوالوفا یحییٰ بن سعید بن مظفر کو قاضی بنادیا جو اپنے جبر استبداد کی وجہ سے عوام الناس میں ابن المراجم الظالم کے لقب سے مشہور تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس تقرری کی سخت مخالفت فرمائی اور بر سر منبر خلیفہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنادیا ہے جو اظلم الظالمین ہے۔ کل کو قیامت کے دن جب تم اس رب العالمین کے حضور پیش ہوگے جو ارحم الراحمین ہے تو کیا جواب دوگے؟"

خلیفہ کو جب علم ہوا تو اس پر لرزہ طاری ہوگیا اور اس نے فی الفور ابوالوفا کو قضاء کے منصب سے ہٹادیا (۴۲)۔

شادی:۔

حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ نے علوم ظاہری و باطنی کے حصول کے بعد شادی کرنے میں جلدی نہیں کی صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے عبادت و ریاضت اور درس و تدریس میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ وقت معین آگیا اور حضرت امام الانبیاء۔ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود بنفس نفیس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شادی کا حکم فرمایا، امام الصوفیاء۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے بانی حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمت اللہ علیہ آپ رضی اللہ عنہ کی شادی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت شیخ عبدالقادر۔ جیلانی رضی اللہ نے اس وقت تک نکاح نہیں

کیا جب تک کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد نہیں فرمایا اور حکم نہیں دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیویاں عطا فرمائیں، ان میں سے ہر ایک جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مرضی اور منشاء کے مطابق نکلیں پس یہ ثمرہ آپ رضی اللہ عنہ کے اس صبر جمیل کا ہے جو شادی کرنے کے سلسلے میں آپ نے کیا (۴۳)۔

اولاد امجاد:-

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کثیر العیال تھے، آپ کے صاحبزادے حضرت سید عبدالرزاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ولد والدی تسعاً واربعین ولداً سبع وعشرون ذکوراً والباقی اناثاً رحمہ اللہ" (۴۴)

(میرے والد بزرگوار کے انچاس بچے تھے جن میں سے ستائیس لڑکے اور باقی لڑکیاں تھیں)

آپ رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد صاحب کمال اور صاحب فضیلت تھی ان میں سے تیرہ ۱۳ صاحبزادے خصوصاً علوم ظاہری و باطنی میں تازیست اپنے والد گرامی قدر کے نقش قدم پر چلتے رہے اور انہوں نے اسلام کی خدمت میں نمایاں کارنامے انجام دیئے، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۴۵)

۱ حضرت الشیخ سید عبدالرزاق رضی اللہ المتوفی ۶ شوال ۶۰۳ھ

۲ حضرت الشیخ السید ابوبکر عبدالعزیز رضی اللہ (۵۳۲ھ ۔۔ ۶۰۴)

۳ حضرت الشیخ السید ابراہیم رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۹۲ھ

۴ حضرت الشیخ السید محمد رضی اللہ عنہ المتوفی ۶۰۰ھ

۵ حضرت الشیخ السید عبدالجبار رضی اللہ المتوفی ۵۷۵ھ

۶ حضرت الشیخ السید عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ۵۸۷ھ

۷ حضرت الشیخ السید عبدالوہاب رضی اللہ عنہ المتوفی ۲۵ شوال ۵۹۳ھ

۸ حضرت الشیخ السید عبد اللہ رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۸۹ھ

۹ حضرت الشیخ السید عیسیٰ رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۷۳ھ

۱۰ حضرت الشیخ السید موسیٰ رضی اللہ عنہ المتوفی ۶۱۸ھ

۱۱ حضرت الشیخ السید یحییٰ رضی اللہ عنہ المتوفی ۶۰۰ھ

۱۲ حضرت الشیخ السید صالح رضی اللہ عنہ

۱۳ حضرت الشیخ السید عبد الغنی رضی اللہ عنہ

تصانیف:-

حضرت امام یافعی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ پیران پیر رضی اللہ عنہ کی تمام کتب اور تالیفات جو مختلف علوم میں ہیں ان کی تعداد تیس ۳۰ سے زیادہ ہے(۴۶)۔ لیکن ان میں سے صرف پندرہ ۱۵ کتابوں کا ذکر مختلف مآخذ میں ملتا ہے۔ دیگر تصانیف حوادث زمانہ کی بدولت ضائع ہو گئیں، پنجاب یونیورسٹی لاہور کے دائرہ معارف اسلامیہ میں درج ذیل پندرہ کتابوں کی فہرست دی گئی ہے(۴۷)۔

۱ الغنیۃ الطالبی طریق الحق (یہ غنیہ الطالبین کے نام سے معروف ہے)

۲ الفتح الربانی والفیض الرحمانی

۳ الفیوضات الربانیہ فی الاوراد القادریہ

۴ فتوح الغیب

۵ حزب البشائر الخیرات

۶ تحفۃ المتقین

۷ حزب الرجاء والانتہا.

۸ الرسالۃ الغوثیہ

۹ الکبریت الاحمر فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۰ مراتب الوجود

۱۱ یواقیت الحکم

۱۲ معراج لطیف المعانی

۱۳ جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر

۱۴ سر الاسرار و مظہر الانوار فیما یحتاج الیہ الابرار

۱۵ آداب السلوک والتوصل الی منازل الملوک

علاوہ ازیں علامہ رشید رضا نے قرآن مجید کی تفسیر کے ایک خطی نسخے کا بھی ذکر کیا ہے جو کہ مفتی طرابلس (شام) کے کتب خانے میں موجود ہے (۴۸)۔

کرامات:-

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی کرامات بے حد و بے حساب ہیں۔ حضرت امام یافعی رحمت اللہ علیہ آپ رضی اللہ عنہ کی کرامات کے متعلق اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

«واما کراماتہ فخارجہ عن الحصر وقد اخبرنی من ادرکت من اعلام الائمہ الاکابر ان کراماتہ تواترت او قریب من التواتر و معلوم بالاتفاق انہ لم یظہر کراماتہ لغیرہ من شیوخ الافاق» (۴۹)

(اور آپ رضی اللہ عنہ کی کرامات شمار سے باہر ہیں اور مجھے ان لوگوں نے خبر دی جو زمانے کے مشہور امام اور اکابرین سے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی کرامات متواتر یا تواتر کے قریب ہیں اور اس بات پر سب متفق ہیں کہ اس کائنات میں کسی دوسرے شیخ طریقت سے آپ رضی اللہ عنہ جیسی کرامات ظہور میں نہیں آتیں)

حضرت شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام (۵۷۸ھ - ۶۶۰ھ) فرماتے ہیں۔

«ما نقلت کرامات احد بالتواتر شیخ عبدالقادر» (۵۰)

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی ایک کی کرامات تواتر کے ساتھ نقل نہیں کی گئیں)۔

یہاں پر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صرف دو کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے

1 آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر امتہ الجبار فاطمہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو رمضان المبارک میں دن کے وقت میرا دودھ نہیں پیتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ رمضان کے چاند کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا تو وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا تو میں نے انہیں بتادیا کہ آج میرے بیٹے نے دودھ نہیں پیا، وہ سمجھ گئے کہ رمضان کا چاند ہوگیا ہے۔ اس واقعے سے میرے بیٹے کی شہرت دور دور تک پھیل گئی کہ سادات کے گھرانے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیتا (۵۱)

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مادر زاد ولی تھے اور ماں کی گود میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا کتنا پاس ولحاظ رکھا اور پھر اپنی ساری زندگی دین محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج واشاعت میں بسر فرمائی۔

2 حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے ایک دن وعظ کے دوران ارشاد فرمایا۔ ””قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ““ (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) اس مجلس میں عراق کے تمام اکابر مشائخ عظام موجود تھے، سب نے یہ ارشاد گرامی سن کر اپنی گردنیں جھکادیں متقدمین نے اس اعلان کے سامنے سر تسلیم خم کردیا۔ معاصرین کی گردنیں جھک گئیں اور دنیا کے تمام مشائخ خواہ حاضر تھے یا غائب، چھوٹے تھے یا بڑے، مشرق میں تھے یا مغرب میں غرض یہ کہ ہر ایک نے تصدیق و تائید کی اور ارباب حال نے تو اس اعلان پر بڑے لطیف اور نفیس انداز میں تبصرے کئے (۵۲)

صاحب بہجتہ الاسرار نے تو مختلف طرق سے اس کرامت کے احوال بالتفصیل بیان کئے ہیں۔ یہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان کرامت ہے۔

استقامت فی الدین:۔

آپ رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس عزم واستقامت کے ایک غیر متزلزل پہاڑ کی مانند تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کاملہ کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ

نے استقامت دین کے اس ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز فرمادیا تھا جہاں سے شیطان کے بس میں نہیں تھا کہ وہ اپنے مکرو فریب کے ذریعے دھوکہ دے سکے۔ ایک مرتبہ شیطان بادل بن کر آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا اور اس میں سے ایک نورانی صورت ظاہر ہوئی جس کے نور سے تمام افق روشن ہو گیا اور آواز آئی اے عبدالقادر میں تمہارا رب ہوں میں نے تمہارے لئے تمام حرام چیزیں حلال کردی ہیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ کر ارشاد فرمایا اے لعنتی مجھ سے دور ہو جا۔ چنانچہ وہ نور ظلمت میں بدل گیا اور اس صورت سے دھواں نکلنے لگا پھر آواز آئی اے عبدالقادر تیرے علم و تفقہ نے تجھے بچالیا۔ حالانکہ میں نے اب تک ستر اولیا۔ کو اس طرح گمراہ کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے میرے علم نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے بچایا ہے(۵۳)

وصال :-

حضرت پیران پیر غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ نے ۹۱ برس کی عمر میں ۱۰ ربیع الثانی ۵۶۱ ھ / ۱۱۶۶ ء میں وصال فرمایا(۵۴)۔ نماز جنازہ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیدنا شیخ عبدالوحاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ کا جسد اطہر باب الازج (بغداد شریف) کے مدرسے میں دفن کیا گیا(۵۵) آپ رضی اللہ عنہ کا مزار اقدس فیوض و برکات کا سرچشمہ اور مرجع الخلائق ہے۔ آج بھی دنیا بھر سے عقیدت مند کثیر تعداد میں آپ رضی اللہ عنہ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں

غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ :-

دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اٹھنے والی تحریکوں میں تصوف کی تحریک سب سے زیادہ منظم، کامیاب اور دیرپا اثرات کی حامل ثابت ہوئی اور پھر سلاسل تصوف میں سلسلہ عالیہ قادریہ کو تمام بلاد اسلامیہ میں انتہائی شہرت اور پذیرائی حاصل ہوئی۔ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے اپنی زیر نگرانی دین اسلام کے سچے داعیوں اور نفوس اخلاق کے مربیوں کی ایک ایسی قدوسی جماعت تیار فرمائی۔ جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بھی انتہائی منظم طریقے سے آپ رضی اللہ

عنہ کے مشن کو جاری رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی جلائی ہوئی نورانی مشعل کو لے کر دنیا بھر سے گمراہی و ضلالت اور غفلت و مادیت کے اندھیروں کو دور کرتے رہے۔ مؤرخ ہند علامہ ابوالحسن علی ندوی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"دین کے مخلص داعیوں نے اپنے اپنے وقت میں احیاء و تجدید دین اور اصلاح مسلمین کا کام کیا ہے اور لاکھوں بندگان خدا کو حقیقت ایمان اور درجہ احسان تک پہنچا دیا ہے۔ اس سلسلہ زرین کے سرِ حلقہ اور گلِ سرسبد حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ ہیں جن کا نام اور کام اس طِبِ نبوی کی تاریخ میں سب سے زیادہ روشن اور نمایاں ہے۔۔۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی محبوب و دلآویز شخصیت، خداداد روحانی کمالات، فطری علو استعداد اور ملکہ اجتہاد سے اس طریقہ کو نئی زندگی بخشی، وہ نہ صرف اس سلسلہ کے ایک نامور امام اور ایک مشہور سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی ہیں بلکہ اس فن کی نئی تدوین و ترتیب کا سہرا آپ ہی کے سر ہے اور آپ کے بعد آپ کے مخلص خلفاء اور باعظمت اہل سلسلہ نے تمام ممالک اسلامیہ میں دعوت الی اللہ اور تجدید یمان کا یہ سلسلہ جاری رکھا جن سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا" (۵۶)

پشاور میں سلسلہ عالیہ قادریہ کا فیضان:۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سید عبدالرزاق صاحب رضی اللہ عنہ کی چودھویں پشت میں جناب سیدنا عبداللہ شاہ صاحب گیلانی المعروف صحابی بابا رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۶۸ ھ) سندھ تشریف لائے اور ٹھٹھہ کو اپنی دینی و روحانی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید فاضل شاہ صاحب رحمت اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۱۷ ھ) نے کشمیر میں قیام فرمایا جبکہ بڑے صاحبزادے حضرت ابوابرکات سید حسن صاحب قادری گیلانی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق پشاور میں رونق افروز ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے فیضان کو عوام و خواص تک پہنچاتے ہوتے ۱۱۱۵ ھ میں وصال فرمایا۔ بعد میں آپ کی اولاد نے انتہائی احسن طریقے سے اس سلسلہ کو جاری رکھا اور اس وقت حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ۲۳ ویں پشت میں عالم علوم ربانی، مظہر انوار جیلانی، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف جامع شریعت و طریقت حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مد ظلہ العالی، جناب حضرت غوث الثقلین

رضی اللہ عنہ کی صورت، سیرت اور اخلاق عالیہ کے مظہر اتم بن کر سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔ آپ کا وجود باجود اس مادی دور میں اہالیان پاکستان خصوصاً اہل پشاور کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت و رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور ہمیں آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین و بجاہ سید المرسلین

حواشی

۱ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) لاہور: دانش گاہ پنجاب ۱۹۷۳ ج ۱۲ ص ۹۲۸

۲ غوث اعظم، فتوح الغیب (عربی) بر حاشیہ بہجۃ الاسرار، مصر۔ مطبعۃ المیمنیہ ۱۳۰۴ھ ص (۲)

امام نورالدین علی الشطنوفی، بہجۃ الاسرار (عربی) مصر۔ مطبعۃ المیمنیہ ۱۳۰۴ھ ص ۸۸

امام عبداللہ یافعی، مرآۃ الجنان (عربی) حیدر آباد دکن: دائرہ معارف نظامیہ ۱۳۳۸ھ جلد ۳ ص ۳۵۰ و ۳۵۱

شاہ محمد غوث قادری گیلانی، در کسب سلوک و حقیقت و معرفت (قلمی) ورق ۲۳ (الف)۔

ابوالمظفر ظہیرالدین قادری، فتح المبین (عربی) مصر۔ مطبعہ خیریہ ۱۳۰۹ھ ص ۵

۳ یونس الشیخ ابراہیم السامرائی، الشیخ عبدالقادر الگیلانی حیاتہ و آثارہ، بغداد۔ مکتبہ وطنیہ ۱۹۸۲ ص ۶۔

غوث اعظم، جلاء الخاطر (مقدمہ از سید الشیخ محمد رئیس الطریقۃ قادریہ) ص ۵۔

ابراہیم عبدالغنی الدروبی، المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام سیدنا عبدالقادر الگیلانی و اولادہ، کراچی۔ (ظہیر علاء الدین قادری گیلانی) ص پشت عنوان کتاب۔

عبدالجلال، عرفان (اردو) بغداد۔ عبدالجلال ۱۹۷۹ ص ۲۵۔

۴ امام نورالدین علی الشطنوفی، بہجۃ الاسرار ص ۸۸

امام عبداللہ یافعی، مرآۃ الجنان ص ۳۵۱

شیخ محمد یحیی التادفی، قلائد الجواہر اردو ترجمہ شمس بریلوی کراچی۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۷۸ء، ص ۲۹۷

ابن کثیر البدایہ والنہایہ اردو ترجمہ اختر فتح پوری، کراچی۔ نفیس اکیڈمی ۱۹۸۹ ج ۱۲ ص ۴۹۱

عمر رضا کحالہ، معجم المولفین، بیروت احیاء التراث عربی ج ۵ ص ۳۰۷

یونس الشیخ ابراہیم السامرائی، شیخ عبدالقادر گیلانی حیاتہ و آثارہ ص ۷

ابوالمظفر ظہیرالدین قادری، فتح المبین (عربی) ص ۳

۵ گیلان۔

سفید رود (دریا) کوہستان کردستان کی ایک پہاڑی سے نکل کر شمال مشرق کی طرف بہتا ہے اور دائیں بائیں دونوں کناروں سے دیگر کئی دریاؤں کو شامل کرتا ہوا کوتم کے مقام پر بحیرہ خزر میں گر جاتا ہے اور یہاں پر ایک ڈیلٹا (دریا کے دہانے پر واقع تکونی زمین) پیدا کرتا ہے جس کی پشت پر کوہ البرز کا سلسلہ نظر آتا ہے۔ اس ڈیلٹا سے مراد گیلان کا مختصر سا صوبہ ہے جسے عرب جیل یا جیلان (یا گیلان) کہتے ہیں۔ جی لی اسٹرینج، جغرافیہ خلافت مشرقی اردو ترجمہ محمد جمیل الرحمان، لاہور۔ سنگ میل پبلی کیشنز ۱۹۸۶، ص ۲۲۱-۲۲۲

۶ امام شمس الدین ذہبی، سیر اعلام النبلاء، بیروت۔ موسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۵ھ، ج ۲۰ ص ۴۳۹

عبدالرحمان جامی، نفحات الانس، اردو ترجمہ شمس بریلوی، کراچی۔ مدینہ پبلشنگ ۱۹۸۲، ص ۵۶۷

ابن دمیاطی، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد، بیروت۔ دار الکتب علمیہ ج ۱۹ ص ۱۷۱

۷ عبدالجلال، عرفان ص ۲۱

۸ ایضاً عبدالجلال، عرفان ص ۲۸

۹ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار اردو ترجمہ محمد لطیف ملک، لاہور، مقبول اکیڈمی ۱۹۸، ص ۲۷

۱۰ عبدالجلال، عرفان ص ۲۹

۱۱ ابن دمیاطی، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد ج ۱۹ ص ۱۹۹

۱۲ عبدالجلال، عرفان ص ۳۶

۱۳ ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت، کراچی۔ مجلس نشریات اسلام، ج ۱ ص ۱۹۷

۱۴ ایضاً ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت ص ۱۹۷

۱۵ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۷۳، ج ۱۲ ص ۹۳۰

۱۶ ایضاً دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) ج ۱۲ ص ۹۳۰

۱۹ ۱۷۔ ابن دمیاطی، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد ج ۱۹ ص ۱۹۹، ۲۰۰

۲۰ امام شمس الدین ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۴۴۰

۲۱ عبدالرحمان جامی، نفحات الانس، ص ۵۸۷

۲۲ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) ج ۱۲ ص ۹۳۰

۲۳ ابراہیم عبدالغنی الدروبی، المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام عبدالقادر و اولادہ ص ۳۹

۲۴ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار ص ۳۱

۲۵ سید ظہیر الدین قادری، الفتح المبین ص ۴۴

۲۶ امام شمس الدین ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۴۴۱

۲۷ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) ج ۱۲ ص ۹۳۱

۲۸ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، زبدۃ الآثار اردو ترجمہ اقبال احمد فاروقی، مکتبہ نبویہ ۱۹۹۱ء ص ۹۳

۲۹ سید ظہیر الدین قادری، الفتح المبین ص ۳۳

۳۰ ایضاً سید ظہیر الدین قادری، الفتح المبین ص ۳۳

۳۱ ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت ج ۱ ص ۱۹۸

۳۲ سید ظہیر الدین قادری، الفتح المبین ص ۳۴

۳۳ امام شمس الدین ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۴۴۱

۳۴ شیخ عبدالحق، زبدۃ الآثار ص ۵۷

۳۵ امام نورالدین شطنوفی، بہجۃ الاسرار (عربی) ص ۹۰

۳۶ شیخ محمد یحیی تاذفی، قلائد الجواہر ص

۳۷ سید ظہیر الدین قادری، الفتح المبین ص ۴۱

۳۸ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۱۹۴

۳۹ امام نورالدین شطنوفی، بہجۃ الاسرار ص ۱۰۳

۴۰ عبدالحی ابن العماد الحنبلی، شذرات الذہب، بیروت، دار الآفاق الجدیدہ ج ۴ ص ۱۹۸

۴۱ امام شعرانی، کتاب الانساب بحوالہ عبدالجلال، عرفان ص ۵۰

۴۲ شیخ محمد یحیی التاذفی، قلائد الجواہر ص ۸

۴۳ شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف اردو ترجمہ شمس بریلوی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۸۹
ص ۳۱۳

۴۴ ابن دمیاطی، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد ج ۱۹ ص ۱۷۱

۴۵ یونس شیخ ابراہیم سامرائی، الشیخ عبدالقادر الگیلانی حیاتہ وآثارہ، ص ۲۳۔۲۵

۴۶ عبدالجلال، عرفان ص ۵۰

۴۷ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) ج ۱۲ ص ۹۳۲

۴۸ ایضاً دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) ج ۱۲ ص ۹۳۴

۴۹ امام یافعی، مرآۃ الجنان، حیدرآباد دکن، دائرہ معارف نظامیہ، ۱۳۳۸ھ ج ۳ ص ۳۵۱

۵۰ عبدالحی ابن عماد الحنبلی، شذرات الذہب ج ۴ ص ۲۰۰

۵۱ امام نورالدین شطنوفی، بہجۃ الاسرار ص ۸۹

۵۲ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، زبدۃ الآثار ص ۳۰

۵۳ شیخ عبدالحق محدث دہلوی زبدۃ الاسرار (عربی) پیپے: بکسیلنگ کمپنی ۱۴۰۳ھ ص ۵۳

۵۴ شیخ محمد یحیی تاذفی، قلائد الجواہر ص ۲۹۸

۵۵ ابن دمیاطی، المستفاد ذیل تاریخ بغداد ج ۱۰، ص ۱۷۱

۵۶ ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت ص ۲۲۰، ۲۲۱

لپٹ جائیں دامن سے اس کے ہر دل
پکڑ لے جو دامن تیرا غوث اعظم

سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظم

کہے کس سے جا کر حسن اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوث اعظم

(مولانا حسن رضا خان صاحب بریلوی)

قدم سرکار کا ہے گردنِ اقطابِ عالم پر

جناب پروفیسر حفیظ تائبؔ اورینٹل کالج لاہور

نرالی ہے جہاں میں شان و شوکت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی
انوکھی بُردباری اور قناعت غوثِ اعظم رضی اللہ کی

ملی ہے نسبتِ شبیرؑ و شبرؑ اُن کو وِرثے میں
مسلّم دونوں جانب سے نجابت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی

امامِ عسکری نے جُبّہ چھوڑا آپ کی خاطر
جُنیدِ باصفا نے دی بشارت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی

سبھی رہزن ہوئے تائبؔ ولایت مل گئی سب کو
جو دیکھی عہدِ طفلی میں صداقت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی

بنایا چور کو ابدال، رد کا سیلِ دجلہ کو
ہوئی کِس کِس طرح ظاہر فضیلت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی

قدم سرکار کا ہے گردنِ اقطابِ عالم پر
رہے گی تا ابد جاری ولایت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی

کیا ہے دینِ حق زندہ، لقب پایا ہے محی الدّین
ہے سیمائے ابد پر نقش، عظمت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی

مواعظ آپ کے شمشیرِ برّاں کفر کے حق میں
نہ رکھتی تھی جواب اپنا خطابت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی

مُریدی لاتخف کس نے کہا ہے؟ شاہِ جیلاں نے
کلیدِ بخشش و رحمت ہے، نسبت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی

رہا بیداریٔ شب کا مُبارک سِلسلہ برسوں
مثالِ نُورِ روشن ہے ریاضت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی

تنِ اُمت میں پھونکی روحِ ایماں روحِ اسلامی
یہی کیا کم ہے اے تائب! کرامت غوث اعظم کی

ازالۃ الخفاء فی ایصال

الصدقۃ والدعا لِاَرواح الاولیاء

از: حضرت علامہ مفتی سرحد سیّد مبارک شاہ صاحب گیلانی ڈسٹرکٹ خطیب پشاور

مفتیٔ اعظم سرحد، ڈسٹرکٹ خطیب پشاور، فاضل دارالعلوم دیوبند حضرت علامہ سیّد مبارک شاہ صاحب گیلانی کی شخصیّت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کا گھرانہ تین پشتوں سے علم وفضل کا مرکز رہا ہے۔ آپ کے دادا عارف باللہ عالم ربّانی، فقیہہ افخم حضرت مولینا بالفضل اولینا جناب سیّد اکبر شاہ صاحب گیلانی المتوفی ۱۳۱۲ھ اپنے وقت کے مفتیٔ اعظم تھے۔ اہلِ سرحد خصوصاً اہالیانِ پشاور کو جب بھی کسی دینی و مذہبی مسئلے میں رہنمائی کی ضرورت پیش آتی تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے۔

اُن کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت علامہ سیّد حبیب شاہ صاحب مفتیٔ اعظم سرحد اور ڈسٹرکٹ خطیب پشاور کی مشہور تاریخی جامع مسجد کی خطابت پر فائز ہوئے۔ اور ساٹھ سال تک دینِ اسلام کی اشاعت میں مصروف رہنے کے بعد ۱۳۷۳ھ میں وفات پائی اور والد گرامی قدر کی مسند افتاء وخطابت کی ذمہ داریاں حضرت علامہ آغا سیّد مبارک شاہ صاحب گیلانی کے سپرد ہوئیں۔

علامہ موصوف اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے چالیس سال سے اہلِ سرحد اور خصوصاً اہلِ پشاور کی دینی و مذہبی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ گذشتہ برسوں میں منکرین اولیاء اللہ کی طرف سے مسلمانوں کے دلوں میں اولیاء کرام کی نیاز خصوصاً گیارہویں شریف کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سازش کی گئی۔ اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اِسمِ گرامی پر منسوب جانور کے ذبیحے کے بارے میں ہرزہ سرائی کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس سلسلے میں معاندین نے اپنے ناپاک خیالات کو درست ثابت کرنے کے لئے قرآنِ حکیم کی آیاتِ مبارکہ کا غلط ترجمہ کر کے اپنی سیاہ کاری کا ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ مسئلے کی صحیح صورت دریافت کرنے کے لئے فاضل دارالعلوم دیوبند، مفتی اعظم سرحد فخر العلماء وعمدۃ الفضلاء محترم و مکرم جناب سید مبارک شاہ صاحب گیلانی ڈسٹرکٹ خطیب پشاور کی خدمت میں ایک "استفتاء" پیش کیا گیا جس پر آپ نے "ازالۃ الخفا فی ایصال الصدقۃ والدعاء لارواح الاولیاء" کے عنوان سے قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں مفصل جواب تحریر فرمایا۔ اور پشاور کے جید علماء کرام کی خدمت میں پیش کر کے اُن سے تصدیقات حاصل کیں۔

ہم گیارہویں شریف کے اس بابرکت موقع پر عوام و خواص کی رہنمائی کے لئے اسے الحسن کے ان صفحات پر شائع کر رہے ہیں۔

مُدیرِ اعلیٰ۔

اِستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ہم سرکار بغداد غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ہر سال گیارہویں کا فاتحہ کرتے ہیں۔

زید کہتا ہے کہ جو جانور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے نام سے منسوب ہو۔ اور اسے گیارہویں کے نام پر حلال کیا جائے۔ اگرچہ اس پر ذبح کرتے وقت تکبیر بھی پڑھے تو وہ حلال نہیں۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے تحت علماء نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا حرام ہوتا ہے۔ اور حدیث میں بھی اسی طرح وارد ہے۔ اس کی حرمت اسی طرح ہے۔ جس طرح ایک حاجی نے حالتِ احرام میں تکبیر کہہ کر ذبح کیا تو وہ بھی حرام ہے۔ تو یہ بھی حرام ہے" مہربانی فرما کر آپ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے مذہب کی روشنی میں ہماری رہنمائی کریں۔ کیا یہ شخص درست بیان کرتا ہے یا غلط۔ کیا اس قسم کا عقیدہ رکھنے والا اہل سنت والجماعت سے ہے یا نہیں؟

ہم نے تو تمام اولیاء امت کو فاتحہ و نیاز حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کرتے دیکھا ہے۔ اور ہم آج تک کر رہے ہیں۔

بیّنوا توجروا

عبد العزیز عبد الرازق۔ یکہ توت۔ پشاور

حامداً و مصلیاً امّا بعد اولیاء اللہ یا آئمہ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے ارواحِ پُر فتوح پر بغرضِ ایصالِ ثواب کسی پرورش شدہ یا خرید کردہ جانور کا از قسم بکرا، دُنبہ، گائے۔ اُن کے یومِ وصال کی برسی کے موقع پر ذبح کر کے خیرات کرنا بے شک وشبہ موجب اجر و ثواب عظیم ہے۔

ایسے حلال اور پاک جانور کو آیتِ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ کے تحت لاکر حرام قرار دینا صریحًا کلام اللہ کے معنی اور مطلب کی تحریف ہے۔ کیونکہ تمام مفسرین نے متفقہ طور پر آیتِ وما اھل لغیر اللہ بہ کی تشریح میں وہ ذبح شدہ جانور مراد لیا ہے کہ جس پر بوقتِ ذبح اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام پکارا جاوے۔ مثلاً کسی نبی یا ولی یا بُت کا نام اور یا اللہ کے نام کے ساتھ اُس پر کسی اور کا نام بھی شریک کیا جاوے۔ جیسا باسم اللہ واسم فلان، تو ایسا ذبح شدہ جانور یقیناً ناپاک اور اس کا کھانا حرام ہوگا۔ چنانچہ امام رازیؒ نے وما اھل لغیر اللہ بہ کی تشریح میں فرمایا ہے وکانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزی فحرم اللہ تعالیٰ ذالک تفسیر کبیر جلد اوّل یعنی اہلِ عرب جانوروں پر بوقتِ ذبح بسم اللات و العزی کہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے ذبیحہ کو حرام فرمادیا۔

تفسیر احمدی میں آیہ مذکور کا معنی ملاحظہ ہو۔ معناہ ما ذبح الاسم غیر اللہ مثل اللات والعزیٰ واسماء الانبیاء۔

تفسیر مدارک کی تشریح دیکھئے۔ ای ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ فَذُکِرَ عَلَیْہِ غَیْرُ اِسْمَ اللّٰہِ ای رفع بہ الصَّوْتُ للصَّنَمِ وَ ذٰلِکَ قَوْلُ اَھْلِ الْجَاھِلِیَّۃِ بِاسْمِ اللّٰاتِ وَالْعُزیٰ۔ یعنی وہ جانور حرام ہے جو بتوں کے لئے ذبح کیا جاوے۔ وہ

اس طرح کہ اُس پر بوقتِ ذبح غیر خدا کا نام یعنی بت کو آواز دی جائے۔ جیسا کہ زمانہ قبل از اسلام عرب لات اور عزیٰ کا نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے۔

تفسیر خازن میں ہے۔ یعنی مَا ذُکِرَ عَلٰی ذِبْحِہٖ غَیْرِ اسْمُ اللّٰہِ وَ ذَالِکَ اَنَّ الْعَرَبَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ کَانُوْا یَذْکُرُوْنَ اَسْمَاءَ اَصْنَامِھِمْ عِنْدَ الذَّبْحِ فَحَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذَالِکَ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَبِقَوْلِہٖ وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ انتھی یعنی ہر وہ جانور حرام ہے جس پر بوقتِ ذبح اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو جیسا کہ عرب زمانہ جاہلیت میں اپنے جانوروں پر بوقت ذبح اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے۔ تو اللہ نے وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ اور وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی آیتوں سے اس قسم کے تمام ذبیحوں کو حرام فرمادیا۔

بیضاوی میں ہے۔ اَیْ رَفْعُ الصَّوْتِ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ لِقَوْلِھِمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی عِنْدَ ذَبْحِہٖ۔

علامہ شیخ زادہ علی البیضاوی نے لفظ اِھْلَال کی تشریح یوں کی ہے۔

وَالْاِھْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَمِنْہُ یُقَالُ اَھَلَّ فُلَانٌ بِالْحَجِّ اِذَا لَبّٰی وَمِنْہُ اسْتِھْلَالُ الصَّبِیِّ وَھُوَ صُرَاخُہٗ اِذَا وُلِدَ وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَحَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذَالِکَ بِقَوْلِہٖ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ اَیْ وَمَا ذُکِرَ عَلَیْہِ غَیْرُ اسْمِ اللّٰہِ۔

آیۃ مذکور کی مندرجہ بالا یہی تشریح اور وضاحت ابن کثیر ابن جریر صاحب کشاف اور روح المعانی جیسے مستند مفسرین نے بھی فرمائی ہے۔

معالم التنزیل میں ہے۔ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ مَا ذُکِرَ عَلٰی ذَبْحِهٖ غَیْرُ اِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

جلالین میں ہے۔ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ بِاَنْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِهٖ۔

اس کے ساتھ تفسیر جمل علی الجلالین کی وضاحت بھی ملاحظہ ہو۔

قَوْلُهٗ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَلْاِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَکَانُوْا یَذْکُرُوْنَ اَسْمَاءَ الْاَصْنَامِ عِنْدَ الذَّبْحِ فَیَقُوْلُوْنَ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَالْمَذْکُوْرُ اِنَّمَا هُوَ اِسْمُ غَیْرِ اللّٰهِ عِنْدَ الذَّبْحِ فَلَعَلَّ اللَّامَ بِمَعْنٰی بَاءِ التَّعْدِیَةِ وَلَعَلَّ الْبَاءَ بِمَعْنٰی وَعِنْدَ الْمَعْنٰی وَمَا اُهِلَّ اَیْ رُفِعَ الصَّوْتُ عِنْدَهٗ اَیْ عِنْدَ ذَبْحِهٖ بِغَیْرِ اللّٰهِ اَیْ بِاسْمِ غَیْرِ اللّٰهِ انتہٰی۔

الغرض جمہور مفسرین کے آیت وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ کی ان واضح تشریحات سے صاف طور پر معلوم ہوا۔ کہ اس سے وہ جانور مراد ہے۔ کہ جس پر بوقتِ ذبح اللہ کے سوا یا اللہ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام بھی پکارا گیا ہو۔ اصل اعتبار ذبح کرنے والے کو ہے۔ کہ عاقل مسلمان ہو۔ غیر محرم ہو، ذبح کے وقت اللہ تعالےٰ کا نام لے۔ جانور کے پرورش کرنے کے زمانے میں پرورش کرنے والے کا کسی طرف بھی موسوم اور منسوب کرنے کا کوئی دخل نہیں۔ چنانچہ اگر کسی مسلمان مالک کا جانور کسی مرتد مشرک نے ذبح کیا تو وہ یقیناً ناپاک اور اس کا کھانا حرام ہوگا۔ اسی طرح کسی مشرک نے اگر کسی جانور کو اپنے بتوں کے نام پر پرورش کیا ہو۔ مگر اس کو کسی مسلمان نے اللہ کا نام پکار کر یعنی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا۔ تو وہ جانور یقیناً پاک اور حلال ہوگا۔

یہی فیصلہ بعینہٖ فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا بھی ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم کتاب الذبائح صلا میں ہے۔ مُسْلِمٌ ذَبَحَ شَاةَ الْمَجُوسِيِّ لِبَيْتِ نَارِهِمْ اَوْ لِكُفْرٍ لِاٰلِهَتِهِمْ تُؤْكَلُ لِاَنَّهٗ سَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُكْرَهُ لِلْمُسْلِمِ كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ نَاقِلًا عَنْ جَامِعِ الْفَتَاوٰى۔ یعنی ایک مسلمان نے آتش پرست کی بکری یا دُنبہ جو اس کے آتش کدہ یا کافر کے بتوں کے لئے مخصوص تھا ذبح کیا تو اس کا کھانا حلال ہے۔ کیونکہ اس مسلمان نے اس پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا ہے۔ مگر ہاں ایسا کرنا مسلمان کے لئے مکروہ ہے۔

الغرض کسی ذبح شدہ جانور کے حلال اور حرام پاک اور ناپاک ہونے کا دارومدار ذبح کرتے وقت ذبح کرنے والے کے اللہ کا نام پکارنے اور نہ پکارنے پر ہے۔ جانور کی زندگی کی کہاں پر پرورش کسی نے کی ہو۔ اور کسی نیت اور کس خیال پر کی ہو۔ حل وحرمت کے ساتھ اس کو کچھ دخل نہیں حتیٰ کہ قربانی کی غرض سے بھی پرورش کردہ جانور پر اگر بوقت ذبح کوئی اور نام لیا گیا۔ تو وہ جانور ناپاک اور حرام ہو جاتا ہے۔

صاحب تفسیر احمدی سورۃ بقرہ والی آیت اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ بِغَيْرِ اللّٰهِ کی تحقیق اور وضاحت کی تشریح کے سلسلہ کے بعد وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنی اور مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو تمام اعتراضات اور شکوک کے ازالہ کے لئے کافی اور شافی ہے۔ وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِي زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُذْكَرْ عَلَيْهِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ كَانُوْا يَنْذِرُوْنَهَا۔ انتہیٰ۔ تفسیر احمدی صنہ

یعنی جو گائے کہ اولیاء اللہ کے نام نذر بغرض ایصال ثواب مانی گئی ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں اس کا رواج چلا آتا ہے تو بیشک حلال اور پاک ہے۔ کیونکہ اُسی گائے پر بوقتِ ذبح سوائے اللہ کے نام کے اور کسی کا نام نہیں لیا جاتا۔ اگرچہ لوگ بغرض عقیدتمندی اس کی نذر مانتے ہیں۔

شرعاً ذبح کرنے والے کے لئے ضروری اور شرط ہے کہ وہ مسلمان ہو۔ نیز یہ کہ وہ مُحرِم یعنی حالتِ احرام میں یہاں تک کہ اگر مسلمان نے حالتِ احرام میں کسی شکار کو ذبح کیا۔ اگرچہ بوقتِ ذبح اس پر اللہ کا نام بھی پکارا گیا ہو۔ تو ایسا شکار ناپاک اور حرام اس لئے ہوگا کیونکہ اس کے ذبح کرنے والے میں مسلمان ہونے کے علاوہ غیر محرم ہونے کی شرط مفقود ہے۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ بحالتِ احرام ذبح کرنے والے کا وہ جانور حرام اور ناپاک ہے، جو شکار ہو۔ حتیٰ کہ اگر بحالتِ احرام میں اس نے شکار کے بغیر اور جانور مثلاً دُنبہ یا بکرا ذبح کیا۔ اگرچہ مکہ شریف کے احاطے کے اندر کیا ہو۔ تو بالاتفاق ائمہ کرام ایسا دنبہ یا بکرا حلال اور پاک ہے جیسا کہ دُرِّ مختار کتاب الذبائح میں ہے۔ وَشَرطُ کَونُ الذَّابِحِ مُسْلِمًا حَلَالًا خَارِجَ الْحَرَمِ اِنْ کَانَ صَیْدًا فَصَیْدُ الْحَرَمِ لَا تُحِلُّہُ الذَّکٰوۃُ فِی الْحَرَمِ مُطْلَقًا۔ اس کی وضاحت علامہ شامیؒ اپنے فتاویٰ جلد پنجم کتاب الذبائح ص ۲۸۹ میں لکھتے ہیں۔ قَوْلُہٗ اِنْ کَانَ صَیْدًا قَیْدٌ لِقَوْلِہٖ حَلَالًا وَقَوْلِہٖ خَارِجَ الْحَرَمِ وَاحْتَرَزَ بِہٖ عَنْ ذَبْحِ الشَّاۃِ وَنَحْوِھَا فَتَحِلُّ مِنْ مُحْرِمٍ وَغَیْرِہٖ۔ وَلَوْ فِی الْحَرَمِ قَوْلُہٗ فَصَیْدُ الْحَرَمِ لَا تُحِلُّہُ الذَّکَاۃُ فِی الْحَرَمِ مُطْلَقًا اَیْ سَوَاءٌ کَانَ الْمُذَکِّیْ حَلَالًا اَوْ مُحْرِمًا۔ کَمَا اَنَّ الْمُحْرِمَ لَا یَحِلُّ الصَّیْدُ بِذَکَاتِہٖ

فِی الْحِلِّ وَ الْحَرَمِ وَ تَقْیِیْدُہٗ بِقَوْلِہٖ فِی الْحَرَمِ یُفِیْدُ اَنَّ الْحَلَالَ لَوْ اَخْرَجَہٗ اِلَی الْحِلِّ وَ ذَبَحَہٗ فِیْہِ یَحِلُّ۔ یعنی ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا۔ حالتِ احرام میں نہ ہونا۔ اور حرم مکہ شریف کے حدود سے باہر ہونا اس وقت شرط ہے۔ جبکہ ذبح کردہ جانور جنگلی اور وحشی شکار ہو۔ تو جنگلی شکار حرم شریف کے احاطہ میں ذبح کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتا۔ مطلقاً خواہ ذبح کرنے والا محرم ہو یا کہ غیر محرم۔ پس اگر حالتِ احرام میں ہو اور اس نے غیر شکار جانور کو مثلاً دنبہ یا بکرا ذبح کیا تو وہ بالاتفاق حلال اور پاک ہوگا۔

یہاں پر ستم ظریفی کی انتہا ملاحظہ ہو کہ حالتِ احرام میں ذبح کردہ شکار کے حُرمت کی صُورت کو اولیاء اللہ کے یوم وصال یا برسی کے موقعوں پر ذبح کردہ جانوروں پر چسپاں کرکے اُن کے کھانے کو ناپاک اور حرام بتلایا جاتا ہے۔ جو سراسر اپنی جہالت اور دین کے احکام سے ناواقفیت کے ثبوت کے علاوہ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کے ساتھ دیرینہ عداوت کا مظہر ہے۔ اور اُس پر اس کو قیاس کرنا بجز قیاس مع الفارق کے اور کچھ نہیں۔

لیکن باوجود نذر منجز کے جائز ہونے کے بھی جب کوئی مسلمان کسی ولی اللہ یا امام دین کے یوم وصال کی برسی کے موقع پر بغرضِ ایصالِ ثواب کوئی جانور ذبح کرکے خیرات کرتا ہے تو اس سے کرنے والے کی غرض اُس ولی یا امام کے ساتھ سوائے عقیدتمندی اور نیاز مندی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس نیک کام کو نیاز کا نام دیا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کے عقیدتمند بھی اس کو نیاز ہی سمجھ کر اس میں شرکت کرتے ہیں۔ اس کو نذر کا نام کوئی بھی نہیں دیتا۔ چنانچہ بوقتِ فاتحہ اور ایصالِ ثواب بھی وہ اس کو نذر اللہ اور نیاز بنام فلاں ولی اللہ مثلاً حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہوئے دُعا کرتے ہیں۔

اگر نومولود بچے کے عقیقہ و ختنہ اور زندگی کے بے شمار غمی و شادی کی تقریبات کے

موقعوں نیز احباب کے مختلف قسم کی ضیافتوں میں پہلے سے پرورش کردہ جانوروں کا ذبیحہ تو بے چوں چراں حلال اور پاک ہے۔ اور مذکورہ بالا سب قسم کی دعوتوں میں شرکت کر کے اُن کا کھانا تو جائز کیا بلکہ اکثر موقعوں پر مستحسن اور مسنون ہو۔ کیونکہ بوقتِ ذبح، ذبح کرنے والے نے اُن پر اللہ کا نام بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر پکارا ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اولیائے عظام یا آئمہ کرام خصوصاً حضرت غوث الاعظم قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی برسی پر کوئی پرورش کردہ جانور جس پر کہ بوقتِ ذبح اللہ کا نام باآواز بلند بھی پکارا گیا ہو۔ کیوں کر پاک اور حلال نہ ہو۔ اور اس قسم کی دعوتوں میں شرکت کیوں باعثِ ثواب نہ ہو۔

تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۔ وَاِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى

دراصل اولیائے کرام کی برسی پر منعقد کردہ دعوتوں کو حرام اور ناجائز کہنے والے نیز لوگوں کو اُن میں شرکت سے روکنے والے وہ لوگ ہیں جو اولیاء اللہ اور خصوصاً حضرت غوث اعظمؒ کی روحانیت اور عظمت کے منکر ہیں۔ جو لوگ کہ اعلانیہ اولیاء کے کرامات اور مکاشفات کے قائل نہیں ہیں۔ اُن کے ساتھ ہمارا نہ کوئی واسطہ ہے اور نہ اُن سے خطاب ہے۔ کیونکہ وہ اپنے عقیدے اور فطرت سے مجبور ہیں۔ لہٰذا اُن سے اُمید نہیں ہے کہ وہ اس تحریر کو پڑھ کر قبول کریں گے۔ مگر اُمید ہے کہ اولیاء اور سلفِ صالحین کے عقیدے سے وہ بھرے ہوئے دل اور دماغ جو کہ راہِ حق کے متلاشی ہیں یا کہ جو شکوک اور اوہام کے اگرچہ شکار ہو چکے ہیں۔ لیکن حقیقت کے واضح ہو جانے پر اُن کے سالم اور صحیح دل راہِ راست پر ضرور آجائیں گے۔ ضرور بالضرور مستفید ہو جائیں گے۔ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۔ رب العالمین ہم سب کو اولیاء اللہ سلف الصالحین اور آئمہ مجتہدین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ۔ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

خادم العلماء
سید مبارک شاہ گیلانی ڈسٹرکٹ خطیب و مفتی پشاور بھانہ ماڑی
خلفِ شیخ الاسلام مولانا الحاج سید حبیب شاہ رحمۃ اللہ علیہ خطیب و مفتی اعظم سرحد

تصدیقات علمائے کرام

استاذ العلماء عالم علومِ معقول و المنقول حضرت علامہ سید محمد ایوب شاہ جعفری فاضل منشی فاضل، صدر المدرسین، علاقہ گنج پشاور۔

لِلّٰہِ دَرُّ المجیب مندرجہ بالا مفصل تحقیق جس میں ثابت بدلائل شرعیہ ایصالِ ثواب برائے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کیا گیا ہے۔ نظرِ غائر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی حکم بالکل حق ہے اور اس کا مخالف قرآن مجید اور تفاسیر و احادیث کا منکر ہے۔ یا کہ اس کی سمجھ میں نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دے۔ تاکہ اُمتِ محمدیہ میں اپنے خیالی باطل تسویلات کے تشہیر سے منع ہو جائے۔

حررہٗ خادم الطلبہ سید محمد ایوب شاہ۔

جواب مولینا مولوی سید مبارک شاہ صاحب صحیح است

دستخط، ہرات مولینا صاحب۔ صدر المدرسین مسجد مہابت خان۔ پشاور

الجواب صحیح۔ دستخط (مولانا) سید نظام الدین المعروف قندہار مُلا صاحب

مسجد روح اللہ خان سجھانہ ماڑی پشاور

جو جواب مولانا مفتی مبارک شاہ صاحب نے تحریر کیا ہے۔ درست اور صحیح ہے۔

دستخط (مولینا مولوی) فضل حق صاحب امام مسجد، مسجد کالاخان۔ یکہ توت پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مولانا مفتی مبارک شاہ صاحب خطیب ڈسٹرکٹ پشاور، وصدر جمعیۃ العلماء اسلام پشاور نے جو تحریر فرمایا ہے صحیح اور درست ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا جس کا اظہار استفتاء میں ہوا ہے۔ اہل سُنت والجماعۃ سے نہیں

بزرگانِ کرام کے ارواحِ پاک پر ایصال ثواب کرنا موجب ثواب واجرِ عظیم ہے۔ اس سے وہی انکار کرے گا جو اولیاء کرام کی کرامات کا منکر ہو۔ ایسے شخص کی صحبت سے بچنا چاہیئے۔

دستخط مولینا **فضل الرحمٰن** ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء اسلام پشاور

وخطیب مسجد قوۃ الاسلام۔ راملاس بازار پشاور

التجا بحضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

جناب حافظ برکت علی صاحب قادری

کون کھڑا دربار ہمارے
گو مجرم بدکار بڑے ہیں
آپ ہیں بخشن ہار ہمارے

گہری ہے ندیا دور کنارا
بستے ہیں ساجن پار ہمارے
سُن کر نالہ و گریہ زاری

کیوں روت دربار ہمارے
کٹھن ہے منزل راستہ پُرخار
سر پر غم کا بار ہمارے

نام ہے عبدالقادر اُن کا
دو جگ میں غم خوار ہمارے
حافظ اُن کے لطف و کرم سے

کبھی تو صاحب پوچھیں گے
مُنہ ڈھانپے دربار کھڑے ہیں
کبھی تو صاحب پوچھیں گے

ترن نہ جانوں اس غم مارا
کبھی تو صاحب پوچھیں گے
پوچھ ہی لیں سرکار ہماری

کبھی تو صاحب پوچھیں گے
قدم نہیں اُٹھتے ، چلنا دُشوار
کبھی تو صاحب پوچھیں گے

وہ قادر کے، قادر اُن کا
کبھی تو صاحب پوچھیں گے
چھٹ گئے قید مصائب و غم کے

بخت ہوئے بیدار ہمارے
کبھی تو صاحب پوچھیں گے،

غوثِ اعظم کا لقب اور اکابرین دیوبند

مدیر اعلیٰ

یہ مضمون آج سے تقریباً ۲۰ برس قبل تحریر کیا گیا تھا اور یہ صرف اکابرین دیوبند کے حوالہ جات پر مشتمل ہے اس میں کوئی اور بحث نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی اُمّتِ محمّدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دیگر علمائے کرام یا اولیائے عظّام کی کتابوں سے حوالے دیئے گئے ہیں اس لئے کہ جس شخص کی عبارت کا جواب دیا گیا ہے وہ اپنے انہی اکابرین کو سند تسلیم کرتا تھا اور اُس نے اپنے رسائل میں بھی انہی پر اعتماد کر کے ان کے حوالے دیئے ہیں۔

انشاء اللہ عنقریب اولیائے اُمّت اور علمائے اہلِ سُنّت وجماعت کی کتابوں سے مفصّل اور تحقیقی مقالہ پیش کیا جائے گا جس میں حضرت غوثِ اعظم سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ کے متعلق ہر پہلو سے روشنی ڈالی جائے گی۔

نیز جس شخص کے رد میں یہ مضمون لکھا گیا تھا وہ فوت ہو چکا ہے خود تو اِس وقت موجود نہیں کہ عبرت حاصل کرے البتہ اُس کے پیروکار اور متّبعین اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالےٰ انُہیں اِصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس وقت شمال مغربی سرحدی صوبہ ایک مکمل فرقہ بندی کی آویزش میں مبتلا ہے' اور حیرت اس پر ہے کہ دیوبندی مکتبۂ فکر کے چھوٹے چھوٹے مدارس کے پڑھے ہوئے غیور پختون قوم کو آپس میں لڑا رہے ہیں. بحث و مناظرے کر رہے ہیں ایک دوسرے پر فتوے لگا رہے ہیں، تقریباً ہر گاؤں اور محلہ میں ان کی اس روش کی بدولت عوام الناس دو گروہوں میں بٹ چکے ہیں جس کی وجہ سے خانہ جنگی، تباہی و بربادی، تشتت و افتراق کا بھیانک منظر دکھائی دے رہا ہے۔ ایک باعزت پختون مسلمان کے لئے فیصلہ کرنا مشکل ہوگیا ہے کہ آخر ایک ہی اپنے اکابرین کو امام و پیشوا ماننے والے' ایک ہی معتقدات پر یقین رکھنے والے، اور اپنے اپنے دلائل میں انہی اکابرین کے اقوال پیش کرنے والے' آپس میں بحث و مناظرہ' جھگڑا و فساد اور تفرقہ پیدا کر کے عوام الناس کو تباہی' بربادی' خانہ جنگی اور بے اتفاقی میں کیوں مبتلا کر رہے ہیں؟ یہ ایک عجیب سی بات ہے کہ یا تو ان کے اکابرین نے تضاد بیانی کی ہے یا ان کے اقوال کی ہر ایک اپنی منشاء کے مطابق تاویل کرتا ہے' چند دن ہوئے کہ تحصیل صوابی ضلع مردان کے علماء

نے ایک فتویٰ شیخ الحدیث مولوی نصیر الدین صاحب غور غشتوی سے مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں دریافت کیا۔ یہ حضرت شیخ الحدیث صاحب علمائے دیوبند کے بہت اعاظم مفسر اور محدث مانے جاتے ہیں.

(۱) پنج پیریوں[۱] سے قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کا کیا حکم ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے ۔؟

[۱] "پنجپیریوں" سے مراد مولوی محمد طاہر اور اس کے پیروکار مراد ہیں۔ "پنج پیر" تحصیل صوابی ضلع مردان میں ایک گاؤں ہے اس گاؤں کی نسبت سے یہ لوگ "پنج پیری" کہلاتے ہیں. فافہم.

(۲) انبیائے کرام و اولیائے عظام کے ساتھ توسل کا کیا حکم ہے؟

(۳) مزارات پر جانے کا کیا حکم ہے؟

(۴) اسقاط کا کیا حکم ہے؟

(۵) بہیئتِ اجتماعیہ سنّت کے بعد دُعار کا کیا حکم ہے؟

ان مسائل کا جواب شیخ الحدیث صاحب غور غشتوی نے یہ دیا۔

(۱) پنج پیری قرآن شریف کی تحریف کرتے ہیں، جو آیتیں مشرکین کے حق میں اُتری ہیں وہ مومنین پر چسپاں کرتے ہیں۔ ایسے فاسد عقائد رکھنے والوں کے پیچھے (مسلمانوں کو چاہیئے کہ) اقتدا نہ کریں کسی دیندار اور متقی کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔ (۲) توسل بالاولیاء والانبیاء جائز، روا اور مشروع ہے کتابوں میں توسل بالاعمال و توسل بالذواتِ فاضلہ آیا ہے۔ میرے والد صاحب بھی دعاء میں **بحرمۃ سیّد الابرار و بحرمۃ سیّد المرسلین** فرماتے۔ توسل بیت اللہ شریف، توسل قرآن شریف، توسل اولیاء، جیسے غوث الاعظم، کاکا صاحب، پیر بابا اور دیگر اولیائے کرامؒ رحمہم اللہ علیہم اجمعین" بھی جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے وسیلہ سے مانگنا جائز ہے۔

(۳) مزارات پر جانا تو امرِ مستحب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنت البقیع کو تشریف لے جاتے، میں خود بھی والد، والدہ اور بیوی کی زیارت کو علیحدہ علیحدہ مقبروں کو جاتا ہوں، عورتیں بھی اپنے گاؤں کے مزارات پر اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو جا سکتی ہیں۔ اور اگر مزار دور ہو تو جس طرح حج پر مُحرِم کے ساتھ عورت جا سکتی ہے وہاں بھی جائے گی۔

(۴) اسقاط تو قضا شدہ نماز اور روزوں کا کفّارہ ہے۔ میں نے اپنی بیوی کی بُہت اسقاط دی ہے، اسقاط گاؤں میں، جنازہ گاہ میں بھی دی جا سکتی ہے۔ چونکہ علماء، طلباء، غرباء جنازہ گاہ میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ لہٰذا جنازہ گاہ میں اسقاط

دینا بہتر ہے۔ دَور تو ایک حیلہ ہے، قرآن پاک اسقاط کے دائرہ میں رکھنا بہتر ہے۔ قرآن پاک سے تبرک بھی حاصل ہوتا ہے اور اسقاط بھی اس لئے کہ مصحف مال متقوم ہے ـــــ (۵) سنتوں کے بعد بہیئت اجتماعی دعا کرنا مستحب اور اولیٰ ہے۔ میں خود، میرے بڑے اکابر اور میرے اساتذہ جمع کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ اور کرتے ہیں۔ سنتوں کے بعد دعا اسی طرح ہے کہ جیسے فرضوں کے بعد دعا کرنا، اس لئے کہ سنت، مکمل اور تابع اور متمم فرضوں کی ہوتی ہے۔ فرضوں سے سنتیں الگ نہیں ہیں، بلکہ فرضوں اور سنتوں کے درمیان زیادہ دیر نہیں ٹھہرے گا بلکہ فرضوں سے جلدی اٹھکر سنتیں ادا کریگا۔ صاحب السیف المبیر علیٰ اتباع ھلا فنجفیر ص ۸۱ تا ۸۴ پر لکھتے ہیں کہ "شیخ الحدیث جناب غورغشتوی صاحب نے فرمایا :-

"اس شخص نے یعنی محمد طاہر پنج پیری نے میرے درس میں تین سال تک پڑھا ہے، پہلے سال چھوٹا دورہ (جلالین، مشکوٰۃ وغیرہ) کیا دوسرے برس بڑا دورہ (صحاح ستہ) کیا اور تیسرا برس یونہی گذارا، اور فرمایا یہ لوگ (پنج پیر اور اس کے پیرو) مسلمانوں میں تفریق ڈالتے ہیں، اور ان کی اس تفرقہ اندازی سے اسلام کمزور ہوتا ہے لہٰذا ان لوگوں کی مدد مت کرو، ان لوگوں کے ساتھ تعلق نہ رکھو بلکہ ملا پنج پیر اور اس کے شاگردوں سے قرآن شریف کا ترجمہ مت کرو، اس لئے کہ یہ مخلوق کے عقائد بگاڑتا ہے۔ بلکہ یہ کہا کہ اس کے پیچھے اقتداء کرنا بہتر نہیں ہے۔"

شیخ الحدیث غورغشتوی نے صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب طوروی حال یار حسین ضلع مردان کے استفتاء پر جواباً کہا کہ "ان سے ترجمہ مت کرو، ان سے درس و تدریس مت کرو، اس لئے کہ یہ قرآن میں تحریف کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو مشرک کہتے ہیں بلکہ (خصوصاً) اہل سنت والجماعت کو بھی مشرک کہتے ہیں"۔

مگر کیا ہی عجیب بات ہے کہ شیخ الحدیث صاحب کے اس فتوے کے خلاف ٹیپا ور شہر کے جمعیۃ العلماء اسلام کی لاہوری علاقہ کی شاخ نے مولوی جمیل احمد تھانوی اور

مولوی احتشام الحق تھانوی کا فتویٰ بمعہ حوالہ جات مولوی رشید احمد گنگوہی بعنوان "علماء حق کا فتویٰ" چھاپ دیا۔ حالانکہ شیخ الحدیث غورغشتوی اس وقت اکابرین دیوبند سے گنے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ امیر جمعیۃ العلمائے سرحد سید گل بادشاہ صاحب طوروی کی صدارت میں مسجد قاسم علیخان پشاور میں جمعیّت کی میٹنگ ہوئی اور اس اشتہار سے جمعیت کی طرف سے لاتعلقی کا اظہار کیا گیا۔ مگر عقائد کے متعلق جو اس اشتہار میں لکھا گیا تھا اس کے بارے میں ایک حرف تک نہیں کہا گیا۔۔۔۔۔ محمد طاہر پنج پیری نے اپنے عقائد کی تشہیر و اشاعت کے لئے ایک انجمن بنام "انجمن اشاعت التوحید والسنت" بنائی ہے جس کا صدر مقام موضع پنج پیر، تحصیل صوابی، ضلع مردان ہے، اس کی جلتی کتابیں، پمفلٹ یا اشتہار، اردو، پشتو میں چھپتے ہیں، وہ اسی انجمن کے زیر اہتمام اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔ ابھی ابھی پشاور سے بھی ایک پوسٹر بنام "دینی مسائل" انجمن اشاعت التوحید والسنت پشاور نے شائع کیا ہے، جس پر مولوی فضل الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند حال خطیب مسجد اہل حدیث چوک شادی پیر پشاور، مولوی فضل حق خطیب مسجد ہشتنگری گیٹ، مولوی پائندہ محمد شیخ الحدیث دارالعلوم سرحد اور مولوی رحمت ہادی خطیب گل بہار کالونی وغیرہ وغیرہ کے نام ہیں۔ انہوں نے بھی، ملائے پنج پیر کے عقائد کی توثیق و حمایت کی ہے۔ محمد طاہر المعروف ملا پنجپیر عقائد و اعمال میں دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مولوی حسین علی ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی پنجاب کا معتقد اور متبع ہے چنانچہ وہ "الانتصار لسنۃ سید الابرار" کے ص۶ پر مولوی نصیر الدین غورغشتوی کے نام ایک خط میں لکھتا ہے :-

"اور ہم حضرت مرشدنا مولینا حسین علی قدس سرہ کے تابع ہیں"۔ نیز اسی کتاب اور اسی صفحہ پر چند سطریں آگے چل کر لکھتا ہے "کہ میرے حق میں ارشاد فرمایا تھا ۔ (یعنی مولوی حسین علی نے) کہ پٹھانوں میں ان سے نیابت درس قرآن کریم کروں"۔

مولوی حسین علی علماء دیوبند کے اکابرین سے تھا' اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا شاگرد تھا (مقدمہ نصب الرایہ بعنوان ملحقة بالتکملة والتذیل ص۱۵ عدد ۲۶ پر لکھا "من تلامذة المحدث الشیخ الکنکوهی"۔ اِدھر تو محمد طاہر نے دیوبندی اعمال و اعتقاد کا دعوی کیا اور اُدھر اپنی جماعت کے اغراض و مقاصد پر ایک پمفلٹ پشتو میں بنام منشور شائع کیا۔ چونکہ علماء احناف نے کسی قسم کی مصیبتوں کی پرواہ کیئے بغیر اس کے عقائد و اعمال کو طشت از بام کیا۔ اور خوب ردّ کیا۔ تو اس نے اپنے اس رسالہ منشور میں ایک نیا روپ دھارا اور صاف طور پر لکھدیا۔ "په هر ملک او هره زمانه کښ د توحید او سنت داعیان په دے الزامونو او په رنګ رنګ تهمتونو باندِ بد عتیانو او مشرکانو ملایانو متهم کړیدی. خصوصاً په پښتنو کښ عام حق پرست په سختو تکلیفونو مبتلا شوی دی لکه بایزید بن عبد الله الانصاری المولود ۹۳۲ھ مصنف د صراط التوحید او د خیر البیان چه دے داعی د توحید او د سنت وو کتابو نئے په دے ګواه دی. د زمانے د باطل پرستو ملایانو د لاسه قتل شو او مال ئے تالا کړے شو" (رسالہ منشور صفحہ ۷ تا ۸ بحوالہ السیف الحبیر علی اتباع ملا فنجخیر ص۴۳)

(ہر زمانے اور ملک میں توحید و سنت کی طرف بلانے والوں کو بدعتیوں اور مشرک مُلّاؤں نے قسما قسم تہمتوں سے متہم کیا، خصوصاً پختون علاقہ میں پٹھانوں میں تو حق پرست بہت ہی سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوئے۔ جیسے بایزید بن عبداللہ الانصاری المولود ۹۳۲ھ المتوفی ۹۹۲ھ الملقب پیر روشن المعروف پیر تاریکی جس نے صراط التوحید اور خیر البیان نامی کتابیں لکھیں، یہ توحید و سنت کا داعی تھا اس کی کتابیں اس پر گواہ ہیں۔ اُس وقت کے باطل پرست ملاؤں کے ہاتھوں قتل ہُوا اور اس کا سامان لوٹ لیا گیا۔)

گویا وہ تحریک جو حضرت پیر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں تحریک تاریکیت

کے خلاف شروع ہوئی اس تاریکی ثانی ملا پنج پیری کے نزدیک بدعتی اور مشرک ملاؤں کی تحریک تھی اور حضرت پیر بابا صاحب اور ان کے پیرو باطل پرست ملا تھے، وہ حضرات جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ یاد الٰہی، اتباع سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتے ہوئے گذرا، کلمۂ حق کو غالب کرنے کے لئے جنہوں نے اپنی زندگی گذاری، اور ہر قسم کی تکالیف و مصیبت کو استقامت اور صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ اور ہر ملحد اور گمراہ کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کر کے سینہ سپر ہو گئے۔ **استغفر اللہ معاذ اللہ** وہ بقول اس تاریکی ثانی کے بدعتی مشرک اور باطل پرست تھے اس وقت آج سے چار سو برس پیشتر کی تاریخ دھرانا مقصود نہیں وہ انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر بالتفصیل لکھوں گا صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ محمد طاہر پنج پیری ایک طرف تو دیوبندی بنتا ہے اور دوسری طرف پیر تاریک کے دامن میں پناہ لیتا ہے۔

اصل مقصود اس مختصر سی تمہید کے بعد قارئین کی توجہ اصل مسئلہ کی طرف مبذول کراتا ہوں، محمد طاہر پنج پیری نے، مولوی نصیر الدین صاحب غورغشتوی کے مندرجہ بالا فتویٰ کے رد میں ایک رسالہ بنام "الانتصار لسنۃ سید الابرار" شائع کیا۔ اس کا جواب تو اسی کے پیر بھائی یا اس کے متبعین کے ذمہ ہے مگر اس میں ملائے پنج پیری نے ایک شرک کا فتویٰ صادر کیا ہے جس سے اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثریت محفوظ نہیں رہ سکتی، لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کو بیک جنبش قلم اپنے رہبر پیر تاریک کے نقش قدم پر چل کر مشرک لکھ دیا ہے۔

محمد طاہر پنج پیری "الانتصار لسنۃ سید الابرار" کے صفحہ ۵۲ پر لکھتا ہے۔

"منتہی الارب فی لغات العرب" میں لکھا ہے۔ غوث بالفتح فریاد اسم است و فریاد رس، پھر لکھا ہے غیاث بالکسر فریاد رسی و فریاد خواہی از اغاثہ فریاد رسیدن، استغاثہ فریاد خواستن، انتہی بقدر الحاجۃ ص ۳۲۲، تو کیا یہ صفت بغیر اللہ تعالیٰ کے اوروں کے لئے شرک صریح نہیں؟ جب غیر اللہ کو

فریادرس اور فریادرس اعظم (غوث الاعظم) کہا گیا تو اس سے زیادہ شرک بواح اور کیا ہوگا۔"

یہ عبارت مُلّائے پنج پیر نے اپنے استاد بھائی شیخ الحدیث غورغشتوی کی مندرجہ ذیل عبارت پر لکھی اور شرک کا فتویٰ لگایا۔

"توسل اولیاء جیسے غوث الاعظم، کاکا صاحب، پیر بابا اور دیگر اولیائے کرام (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) بھی جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے وسیلہ سے مانگنا جائز ہے۔"

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ؛ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

پنجپیر و پیر تاریکی نے صاف اور واضح لکھدیا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو غوث یا غوث الاعظم کہنے سے شرک لازم آتا ہے۔ لہٰذا یہ (فقیر) محمد امیر شاہ خاکپائے سرکار بغداد غوث الافخم السید السند شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و سگِ درگاہِ عالیہ قادریہ سید ابو البرکات حسن بادشاہ صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتا ہے کہ وہ صاحبان جن کو یہ پنجپیر و پیر تاریکی ہی نہیں بلکہ تمام علماء دیوبند اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں ان سب نے اپنی کتابوں میں میرے سرکار بغداد شہباز لامکانی، سرتاجِ اولیاء، پیرانِ پیر قطب الاقطاب شاہ جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث، غوث الاعظم اور غوث دارین تحریر کیا ہے۔

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں ؛ گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

مجھے امید ہے کہ یہ حوالہ دیکھنے کے بعد مُلّائے پنجپیر یا تو اپنے فتویٰ سے توبہ کرے گا۔ اور ملتِ اسلامیۂ افاغنۂ پاکستان میں تفرقہ، تشتت اور فساد پیدا نہیں کرے گا۔ اور اس مذہبی لڑائی کو جو اس نے شروع کی ہے ختم کر دے گا۔ یا پھر ان صاحبان پر بھی شرک کا فتویٰ چسپاں کر کے لوگوں کو اور زیادہ تباہی و بربادی کے گھڑے میں گرائیگا۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی

دیوبندی اور بریلوی ہر دو مکاتب فکر حضرات کے امام، مقتدائے پیشوا، محدث و مفسر جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ اپنی کتاب انفاس العارفین میں مختلف مقامات پر تقریباً بارہ جگہ یعنی ص۲۴، ص۲۵، ص۳۸، ص۴۲، ص۴۳، ص۵۴، ص۵۹، ص۸۵، ص۸۷، ص۸۸ (تین جگہ) اور ص۱۶۹ پر "حضرت غوث الاعظم" تحریر کیا ہے، یہ انتہائی توجہ اور فکر کی بات ہے کہ ص۸۸ پر بعنوان "در احوال جناب معارف مآب امام الطریقۃ والحقیقۃ، کاشف الحقائق، حلال الدقائق مخدومنا و مولینا الشیخ ابوالرضا محمد رضی اللہ عنہ" (ابو جناب ابوالرضا صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے چچا بزرگوار ہیں) کے ذیل میں، تو فرماتے ہیں: "میفرمودند یک بار حضرت غوث الاعظم را در تیقظ دیدم" یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے چچا نے فرمایا کہ "حضرت غوث الاعظم کو میں نے بیداری میں دیکھا۔"

پیر و پیر نارکی کو چاہیئے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے عم بزرگوار پر شرک کا فتویٰ چسپاں کرے، کیا اس کے اندر اتنا دل گردہ ہے کہ علمائے دیوبند کے پیشوائے اعظم اور امام اعظم پر مشرک ہونے کا اعلان کرے۔ یا کہدے کہ انفاس العارفین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب ہی نہیں اور اس قسم کے مولویوں کا قاعدہ ہے کہ اپنے اکابرین کی کتابوں کا انکار بھی کرتے ہیں، اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۸، اور صفحہ ۱۶۹ والی عبارت کو ذرا غور سے مطالعہ فرماویں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: "ایں فقیر در مجموعہ شیخ یحیی جنیدی نظر کرد، و بخط شیخ عبدالعزیز سلسلۂ قادریہ مرقوم بود تبرکاً نسخۂ آں را بعینہٖ نقل می کند۔" اس شجرہ میں حضور سرکار بغداد ابد قرار رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی اس طرح نقل فرماتے ہیں:۔

"وھو من ابیہ القطب الربانی والغوث الصمدانی محی الملۃ والدین ابی محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی۔"

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نقل فرماتے ہیں شجرہ قادریہ شریف اور وہ بھی تبرکاً

آپ کے بزرگ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو الغوث الصمدانی لکھیں اور جناب شاہ صاحب دہلوی نقل فرمادیں۔ تو بقول پیر و پیر تاریک محمد طاہر پنجپیری خرک بواح ہے یا نہ؟ اور کیا فریاد رس کی نسبت بغیر اللہ تعالیٰ کے حضور سرکار بغداد کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور ان کے بزرگوں نے کی ہے یا نہیں؟

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے فرزند رشید، علماءِ دیوبند کی جماعت کے دوسرے امام، محدثِ جلیل، مفسرِ عظیم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی، جن کے متعلق مشہور اہلِ حدیث مؤرخ امام ابو یحییٰ نوشہروی اپنی کتاب "تراجم علمائے حدیث ہند" کے صفحہ ۵ پر لکھتا ہے۔ "یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان کے جملہ سلاسل محدثین کا منتہا شاہ عبدالعزیز عن شاہ ولی اللہ ہے۔ بیرون ملک میں بھی اگر کسی اہم فتویٰ پر آپ کی مہر ثبت ہے تو پھر اس میں قیل وقال کی کوئی گنجائش نہیں۔" یہی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷ پر تحریر کرتا ہے۔ "حضرت شاہ عبدالعزیز کے درس وتدریس کی بادشاہت ثمرقند وبخارا اور مصر وشام تک پھیلی ہوئی تھی۔"

یہی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنی تفاسیر کے مختلف اجزاء میں کئی بار سرکار بغداد ابد قرار رضی اللہ عنہ کو غوث الثقلین کے بابرکت نام سے یاد کرتے ہیں، تفسیر عزیزی کے صفحہ ۲۲۹ پر بعنوانِ "بیان دوازدہ نشیمن بمتعلق بشرح صدر آنحضرت است"۔ لکھتے ہیں۔

"محبوب نازنینے ماہ جبینے بلکہ کعبۂ مثالی کہ تجلی جمالِ الٰہی بدن او را آشیانہ خود ساختہ وطور تمثال کہ انوار حسن ازلی برآں تافتہ تا ابن محبوبیتِ الٰہی در وجلوہ گرشدہ صید دل ہا بجاذبۂ محبت میکند، وہزاران ہزار عاشق جانباز دیوانہ وار بے توقع نفعہ واستفادہ کمانے از دور دست بجاذبۂ کمند او رو بدو می آیند، و بر آستانۂ او سجدات می کنند و مشتاق لمعۂ از جمال او یند و این مرتبہ از مراتب کہ ہیچ کس را از بشر نداده اند

مگر بطفیل این محبوب مقبول برخی از اولیاء است، و از شمعۂ از محبوبیت آں نصیب شدہ و مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند، مثل حضرت غوث الاعظم و سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس اللہ تعالیٰ سرہما۔"

حضرت امام شاہ عبد العزیز بن حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہما اللہ علیہما، جن کا فتویٰ برصغیر پاک و ہند تسلیم کرتے ہیں اور دوسرے اسلامی ممالک بھی بغیر کسی قسم کے تردد کے آپ کا فتویٰ قبول کرتے ہیں میرے سرکار بغداد غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو حضرت غوث الاعظم (فریاد رس اعظم یہ ترجمہ ملاں پنج پیر کا ہے)۔ تسلیم کرتے ہیں اور مقام محبوبیت سے متصف فرماتے ہیں۔ کیا وہ ہستی جس کے علم کی بادشاہت ثمرقند، بخارا اور شام تک پھیلی ہوئی ہو وہ نہیں جانتے کہ میں شرکیہ کلمات لکھ رہا ہوں، کیا پیر در پیر تاریکی محمد طاہر پنج پیری حضرت امام شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی پر تو شرک کا فتویٰ صادر کریں گے یا آپ کی اس تحریر بے نظیر کو قبول کر کے راہ راست اختیار کریں گے، حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے تو بہت مقامات پر ان مبارک اسماء کو تحریر کیا ہے مگر صرف یہی ایک مقام اتماماً للحجۃ کافی ہے۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔

جناب مولوی خرم علی صاحب

حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے ایک کتاب بنام القول الجمیل لکھی ہے، اس کا ترجمہ جناب مولوی خرم علی صاحب نے بنام شفاء العلیل کیا ہے۔ یہ مولانا خرم علی صاحب بقول تراجم علماء حدیث ہند" ص ۵۹ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے شاگرد تھے شفاء العلیل کے صفحہ ۳۴ پر چوتھی فصل میں "فی انتساب المشائخ الجیلانیہ" کے ضمن میں ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مصنف نے (شاہ ولی اللہ صاحب) انتباہ میں فرمایا کہ "کتاب غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب حضرت محی الدین غوث الاعظم کی تصنیف ہے۔" قارئین خدارا انصاف فرمائیں کہ اگر غوث الاعظم کہنا شرک

صریح ہوتا تو خاندان ولی اللہ کا یہ شاگرد رشید کیوں غوث الاعظم کی صفت مخلوق کی طرف کرتا۔ کیا یہ عالم و فاضل اور تعلیمات شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کی اشاعت کرنے والا اور داعی شرک اور توحید میں تمیز نہیں کرسکتا۔ کیا بقول محمد طاہر تاریخ ثانی پنج پیری مولانا مولوی خرم علی بلہوری بھی تو مشرک نہیں"۔

جناب شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی

علماء دیوبند کے امام و پیشوا، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی جن کے متعلق برصغیر پاک و ہند کا بچہ بچہ گواہ ہے کہ قرآن مجید کو اردو میں آپ نے سب سے پہلے ترجمہ کیا۔ اور بقول مؤرخ اہل حدیث امام ابو یحییٰ نوشہروی تراجم علمائے حدیث ہند ص۶۵ "تمام کتابیں اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں"۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے جانشین ہو کر مسند علم پر رونق افروز ہوئے۔ ابو یحییٰ لکھتا ہے۔
"شاہ عبدالعزیز صاحب کے مکفوف البصر و ضعیف ہو جانے پر ممدوح نے اپنی مسند تدریس آپ کے تفویض فرمائی"۔ آپ کے پڑھانے کے متعلق لکھتا ہے۔
"تبحر کا یہ عالم تھا کہ ایک شروع ہوا تو طلباء نے سمجھا کہ اس میں حضرت کو زیادہ توغل ہے مگر اس کے بعد دوسرا مضمون آیا تو سامع نے اسی میں زیادہ درک پایا"۔
آپ کے ترجمہ کے متعلق لکھا "قرآن کریم کا اردو ترجمہ اس خوبی سے لکھا کہ اس طور پر دوسرا ترجمہ لکھنے کی جرأت ان کے بعد کسی کو نہ ہوئی"۔ وہ صاحب جو کہ دنیائے اسلام میں پہلا مترجم قرآن ہو، حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کا شاگرد رشید ہو، حضرت امام شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا جانشین ہوا اور عالم متبحر ایسا ہو کہ ہر فن کا بحر ذخار ہو، وہ چہل کاف شریف کی شرح لکھے اور اسی شرح کے ابتداء ہی میں مندرجہ ذیل خطبہ تحریر کریں:۔ "الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد فیقول

العبد المسکین محمد رفیع الدین الحقه الله بسلفه الصالحین هذا شرح مختصر للابیات القافیة الکافیة المنسوبة الی شیخ الثقلین نور اهل کونین صفوة الاصفیاء وسلطان الاولیاء امامنا سیدنا الغوث الاعظم الشیخ ابی محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنہ۔" یہ شرح دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تحصیل نوشہرہ کے مدرس جناب قاضی محمد حبیب الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند نے منظور عام برقی پریس پشاور سے چھپوائی ہے علماء دیوبند جن کو سید المفسرین، سید المحدثین، زبدۃ التحقیق، قدوۃ السالکین لکھیں تو وہ مولوی ہیچ پیری کے نزدیک جبکہ انھوں نے "الغوث الاعظم" کی صفت مخلوق کی طرف کی ہے۔ اپنے اسلام و توحید میں کہاں تک سچے ہیں؟

جناب محمد اسماعیل صاحب دہلوی

جناب شاہ عبد الغنی بن شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے فرزند جناب محمد اسماعیل صاحب دہلوی جس کو بھی پیر و پیر تاریکی اپنے کتابچہ بنام الانتصار لسنۃ سید الابرار میں ص۱۴ پر۔ "امام محمد اسماعیل شہید" ص۱۶ پر "امام المجاہد حضرت شہید" نیز ص۲ پر "حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ" کے القابات سے نوازتا ہے۔ "صراط مستقیم" ص۶۴ (مطبوعہ مطبع ضیائی واقع میرٹھ) پر لکھتے ہیں:۔ "و نیاز حضرت غوث الاعظم باولاد و امجاد والیشان حوالہ می نمایند" اور اسی کتاب کے ص۱۴۳ پر تحریر کرتے ہیں: "طالبان ناقہم چون بمقام معرفت ذات می رسند، وسلوک متعارف را باختتام می رسانند، می دانند کہ ما نیز ہم پایہ و ہم مقام اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم، و حضرت خواجہ بزرگ نائب رسول اللہ خواجہ معین الدین چشتی و حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، و پیشوائے طریقت و حقیقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند و حضرت امام ربانی قیوم زمانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی وغیرھم قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم اجمعین شدیم" ترجمہ: اسے سمجھ طالب جس معرفت

ذات کے مقام پر پہنچتے ہیں اور سلوک متعارف کو ختم کر لیتے ہیں تو جانتے ہیں کہ ہم بھی حضرت غوث الاعظم اور حضرت خواجۂ بزرگ نائب رسول اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور پیشوائے شریعت و طریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور حضرت امام ربانی قیوم زمانی شیخ احمد مجدد الف ثانی وغیرھم قدس اللہ اسرارھم اجمعین جیسے بڑے بڑے اولیاء اللہ کے ہم پایہ اور ہم مقام ہو گئے ہیں۔ نیز اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۵ پر لکھا ہے۔ "الغصہ حضرت ایشان را (سید احمد بریلوی) نسبت طرق ثلاثہ یعنی قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ قبل از مبادی حاصل شد اما نسبت قادریہ و نقشبندیہ بیانش آنکہ بسبب برکت بیعت و لیمن توجہات آنجناب ہدایت مآب روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشان گردیدہ و تا قریب یک ماہ فی الجملہ تنازعے درمابین روحین مقدسین در حق حضرت ایشان ماندہ" ترجمہ:- "القصہ حضرت سید صاحب کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہو گئی۔ لیکن نسبت قادریہ و نقشبندیہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز کی بیعت کی برکت اور آنجناب ہدایت مآب کی توجہات کے یمن سے حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی روح مقدس آپ کی توجہ حال ہوئیں۔" قارئین کرام! جناب محمد اسماعیل صاحب دہلوی کی یہ تینوں عبارتیں ملاحظہ فرمادیں اور محمد طاہر پنج پیری کی وہ عبارت بھی جو کہ "الانتصار لسنۃ سید الابرار" کے صفحہ ۲۰۵ پہ ہے پھر نقل کرتا ہوں تاکہ پڑھنے والوں کے ذہن میں محفوظ رہے۔ "منتہی الارب فی لغات العرب میں لکھا ہے، غوث بالفتح فریاد اسم است، و فریاد رس پھر لکھا ہے غیاث بالکسر فریاد رسی و فریاد خواہی اغاثہ فریاد رسیدن، و استغاثہ فریاد خواستن انتہی بقدر الحاجہ (ص ۲۷۴/۳) تو کیا یہ صفت

بغیر اللہ کے اوروں کے لئے شرک صریح نہیں ؟ جب غیر اللہ کو فریاد رس اور فریاد رس اعظم (غوث الاعظم) کہا گیا تو اس سے زیادہ شرک بواح اور کیا ہوگا۔

کیا بقول محمد طاہر بنج پیری، جو صاحب "الامام" ہو جو صاحب "المجاہد" ہو، جو "حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ" ہو، وہ اپنی صرف اس ایک کتاب میں جبکہ عجلت میں اسے ایک سرسری نظر میں دیکھا گیا تو دو جگہ "حضرت غوث الاعظم" اور ایک جگہ "جناب غوث الثقلین" لکھ رہا ہے۔ یعنی دو جگہ "فریاد رس اعظم" اور ایک جگہ "دو گروہوں کا (یعنی جن و انس کا) فریاد رس" تسلیم کر رہا ہے تو کیا یہ "شرک صریح" اور "شرک بواح" نہیں ہے ؟ "ملائے بنج پیر" نے اپنے امام، اپنے مجاہد اور اپنے حضرت صاحب کا بھی ادب و لحاظ نہیں کیا ؟ اور نہ ہی سوچا کہ کن کن لوگوں کو میں اس توہین اور تنقیص سے بھری ہوئی عبارت کا نشانہ بنا رہا ہوں، درحقیقت اس اکیلے کا ہی یہ وطیرہ نہیں بلکہ عام طور پر اس مکتبۂ فکر کے مولویوں کی یہی روش ہے، کہ خندہ خندہ بار یش بابا ہم خندہ، کاش پیرِ قباریکی کو اتنی سمجھ ہوتی کہ شیشے کے محل میں بیٹھ کر دوسروں کو پتھر مارنا آسان کام نہیں۔ کیا محمد طاہر بنج پیری سمجھے گا کہ بقول انہی کے مولویوں کے جن حضرت نے تمام عمر شرک و بدعات کے خلاف تحریراً، عملاً و قولاً جہادِ عظیم کیا وہ اس نسبت کو نہیں سمجھ سکتے کہ "فریاد رس اعظم" اور "جن و انس کے فریاد رس" کی نسبت حضور سرکارِ بغداد غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرف کر رہا ہوں۔ اور شرک ظاہر کا مرتکب ہو رہا ہوں۔ ؏

"بریں عقل و دانش بباید گریست"

شمس الاسلام مولٰینا محمد قاسم صاحب نانوتوی

دار العلوم دیوبند کے بانی، استاذ الاساتذہ، جن کو علمائے دیوبند نے "شمس الاسلام" اور "قاسم العلوم والخیرات" کے نام سے یاد کیا ہے۔ انہوں نے اپنے سلسلۂ بیعت

کو نظم کیا ہے جو کہ مولانا محمد طفیل صاحب فاروقی فریدی نے باہتمام دار التصنیف فریر روڈ کراچی ۳ نے شائع کیا ہے۔ عنوان ہے "شجرۂ منظومہ فارسیہ چشتیہ صابریہ حضرت شمس الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی" اس شجرہ میں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے مرشد جناب نور محمد صاحب اور اس کے مرشد جناب شاہ عبد الرحیم صاحب (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) کو "غوث دارین" کے نام سے نظم کیا ہے جسکا سطر یہ ہے

بآں شاہ شہیداں حاج حرمین ؛ شہ عبد الرحیم غوث دارین

جناب مولوی قاسم صاحب نانوتوی، اپنے پیر کے دادا مرشد کو صرف فریاد رس ہی نہیں لکھ رہے بلکہ دُنیا و عُقبیٰ، یہ جہان اور آنے والے جہان کے فریاد رس لکھ رہے ہیں، چاہیئے کہ محمد طاہر اور اس کے پیر و کراچی سے اس شجرۂ مبارک کو منگوا کر ہر نماز کے بعد ورد کریں تاکہ ان اسماء کی برکت سے ان کو صفائی قلب ہو اور صحیح عقیدہ نصیب ہو جائے جو آپکے بزرگوں کا تھا۔ یا پھر قاسم الخیرات والعلوم شمس الاسلام مولینا نانوتوی پر بھی قلم کاری شروع کر دیں جس طرح اپنے استاذ مکرم شیخ الحدیث غوث غوثوی پر کی ہے۔ جن لوگوں کے علم کی بھیک مانگ کر اور خیرات کھا کر پیرو پیر تارکی دیوبندی بننے کا دعویٰ کرتا ہے انہی پر شرک و بدعتی ہونے کا الزام لگاتا ہے، یہ بات اسی کو زیبا ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے ایک کتاب بنام ظلام الانوار الساطعہ لکھی (یہ کتاب جمال پریس دہلی سے چھپی ہے) اور بقول مولوی خلیل احمد کے جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حکم سے لکھی نیز اسی کتاب کو الدلائل الواضحہ علی کراھتہ المتروج من المولود والفاتحہ سے ملقب بھی گنگوہی صاحب نے کیا۔ اور یہ گنگوہی صاحب مولوی حسین علی جو کہ اس پنج پیری

مُلّا کا استاد ہے کا اُستاد ہے۔ اس کتاب کے ص۹۱ پر تحریر کرتے ہیں "پس
اسی طرح حضرت غوث الاعظم اور خواجہ بہاؤ الدین کو" نیز یہ بات انتہائی قابل
توجہ ہے کہ حضرت گنگوہی صاحب نے اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھا وہ خود
صفحہ ۲۷ پر اسکی تقریظ لکھتے ہیں، اس میں تحریر کرتے ہیں "امابعد اس احقر الناس
خادم الطلبہ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ نے اس کتاب مستطاب براہین قاطعہ
کو اول سے لیکر آخر تک بغور دیکھا" معلوم نہیں کتنی جگہ تصحیح کی ہوگی، کیا وہ
اس بات پر قادر نہ تھے کہ اس شرک بواح کو کتاب سے نکال دیتے۔ بلکہ وہ تو مصنف
کو دعاؤں سے نوازتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ وہ کتاب جو کہ بقول ان کے
مروجہ فاتحہ، مولود شریف اور دیگر مسائل بدعات کے رد میں لکھی گئی۔ اسی کتاب
میں ایسا شرکیہ کلمہ موجود ہے جس کو ملائے پنج پیر صریح شرک لکھتا ہے، کیا خوب
یہ مولنا گنگوہی وہی صاحب ہیں جن کو یہی مُلّا اپنی کتاب الانتصار کے ص۲ پر
"شیخ المشائخ مولنا رشید احمد گنگوہی" لکھتا ہے۔ سبحان اللہ، حضرت
شیخ المشائخ اور پھر تصدیق کرتے ہیں کہ "غوث الاعظم" کہنا اور لکھنا درست
ہے صحیح ہے۔ یا پھر پنج پیر پارٹی اپنے دادا استاد پر فتویٰ تیار کریں۔

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا ذوالفقار علی صاحب

علمائے دیوبند کے "حکیم الامت، مجدد الملۃ، جامع الشریعت وطریقت
حضرت مولنا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ کے ارشادات وافادات
کو بنام "شریعت وطریقت" مولوی محمد دین حنفی چشتی نے مرتب کیا۔ اس کتاب کے
ص۳۹۵ پر بحوالہ تعلیم الدین مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ص۱۰۳
بعنوان "اقسام الاولیاء اللہ" کے ذیل میں ص۳۹۶ پر آٹھویں قسم لکھی ہے
"غوث؛ ایک ہوتا ہے بعض نے کہا قطب الاقطاب ہی کو غوث کہتے ہیں"

اسی کتاب کے ص۱۹۸ سے لیکر ص۴۳۰ تک چہار خانوادہ کا ذکر کیا ہے اس میں لکھا "اول خانوادہ قادریہ غوثیہ منسوب حضرت غوث الاعظم (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اسی کتاب کے ص۵۲۴ پر بعنوان وصایائے جامعہ، پہلی فصل وصایا غوثیہ کے ضمن میں بحوالہ مکشوفات غوثیہ مترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی (۱۵) تحریر کیا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یہ قطب ربانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی وصیتیں ہیں جو آپ نے اپنے صاحبزادہ کو فرمائیں"۔

اسی کتاب کے آخری اوراق یعنی ص۵۲۷ پر عربی میں "شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ چِشْتِيَّةٌ صَابِرِيَّةٌ" کے عنوان سے مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی نے شجرہ نظم کیا ہے۔ اس میں تیسرا شعر ہے:۔

فَمُرْشِدِی غَوْثُ الْوَرٰی شَمْسُ الْھُدٰی
مِقْدَامُ اَھْلِ الْعِشْقِ وَالْھَیَمَانِ

کتنی حیرت کی بات ہے کہ وہ صاحب جن کی بے نفسی، خلوص، دیانت، عیانت اور عالمانہ فضیلتوں اور عظمتوں کا ہر ایک دیوبندی معترف اور مقر ہے۔ وہ تو حضور سرکار بغداد ابد قرار شہباز لامکانی غوث الصمدانی سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث الاعظم لکھیں اور ان کو شرک کی بو تک نہ آئے۔ اور مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی اپنے دادا مرشد کو غوث الوریٰ کہیں تو شرک بواح نہ ہو مگر ان حضرات کو اپنا بزرگ اور اکابر تسلیم کرنے والے لفظ غوث یا غوث الاعظم کی نسبت مخلوق کی طرف کرنا ترک صریح اور شرک بواح قرار دیں۔ ایسے لوگوں کے علم و عقل پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے کاش کہ ان اکابرین کی تحریروں سے نصیحت اور موعظت حاصل کریں۔

مولانا حسین احمد صاحب مدنی علمائے دیوبند کے سرتاج، وحید العصر جانشین شیخ الہند، شیخ الاسلام حضرت

مولٰنا السید حسین احمد صاحب مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند اپنی کتاب الشہاب الثاقب ص ۵۹ (مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند) پر لکھتے ہیں:

"حضرت امام اعظمؒ وامام مالکؒ، وامام شافعیؒ، وامام محمدؒ، وحضرت جنیدؒ وحضرت غوث الثقلینؒ وغیرہ وغیرہ" انہی کی اپنی خود نوشت سوانح بنام نقش حیات ص ۱۰۶ (شائع کردہ مکتبہ دینیہ دیوبند) پر تحریر موجود ہے، ملاحظ فرمایئے:

"وہابیہ آئمہ طریقت حضرت جنید بغدادی، سری سقطی، ابراہیم بن ادھم، شبلی، عبدالواحد بن زید، خواجہ بہاؤ الدین نقشبند، خواجہ معین الدین چشتی، غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ اکبر بن عربی، شیخ عبدالوہاب شعرانی وغیرہ قدس اللہ اسرارھم اجمعین کی شان میں سخت گستاخی اور بے ادبی کے کلمات کہتے ہیں۔" مجھے امید ہے کہ مولٰنا صاحب کی یہ تحریر پڑھکر اب کسی قیل وقال کی اور شک و تردد کی جگہ باقی نہیں رہتی کہ وہ صاحب جن کے سینکڑوں علماء اور مشائخ عرب و عجم میں شاگرد ہوں، جس کے زہد و تقوٰی پر ملائک صفت لوگ فخر و مباہات کریں جس کا ہر سانس یاد الٰہی و اتباع سنّت نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں گذرا۔ جس کو اس دنیا میں کسی قسم کا لالچ متزلزل نہ کر سکا۔ جس نے اپنی تمام عمر گرانمایہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اطاعت و فرماں برداری میں زہد و ریاضت کے ساتھ گذار دیا۔ اور دار العلوم دیوبند جس کے علم و وجود کی بدولت عزت و عظمت کے مراحل طے کرتا رہا۔ میرے بغداد کے دولہا، سرکار غوثیت مآب شمس الھدیٰ، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث الافخم السید السند، السید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو "غوث الثقلین" کے لقب مبارک سے تحریر کریں اور یہ متبعین ملائے بینج پیر انکار کریں۔ فیا للعجب، اور جو غوث یا غوث الاعظم کی نسبت سرکار غوثیت مآب یا کسی اور بندگان خدا کی طرف کرے اس پر شرک کا فتویٰ دیں۔ کیا حضرت مولٰنا حسین احمد صاحب مدنی

شرکِ بواح کی تعلیم دیتے رہے؟

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی

دارالعلوم دیوبند کے مفتیٔ اعظم مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اپنی کتاب ختم النبوت فی الآثار یعنی حصہ سوم ص۳۲ پر (مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) لکھتے ہیں "اور حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر "غنیۃ الطالبین" میں تحریر فرماتے ہیں"۔ کیا جناب مفتی صاحب جن کی تمام عمر تعلیم اور فتویٰ نویسی میں گذر گئی وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ غوث الاعظم (فریادرس اعظم، ترجمہ پنج پیری) کی صفت سے جناب سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کو متصف فرما کر تحریر کر رہے ہیں۔ کیا پیروانِ پیر تاریکی جو دیوبندی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اپنے اس سب سے بڑے مفتی کی تحریر قبول کر کے حضور قطب الاقطاب، شہبازِ لامکانی، غوث الصمدانی، سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو "حضرت غوث الاعظم" لکھنا شروع کر دیں گے یا مفتیٔ دیوبند پر شرکِ صریح اور شرکِ بواح کے مرتکب ہونے کا فتویٰ صادر کریں گے؟

بایزید انصاری المعروف پیر روشن المشہور پیر تاریک

طبیعت تو ذرہ برابر پسند نہیں کرتی کہ اس مختصر مقالہ میں جس میں اکابرین علماء و مشائخین دیوبند کا ذکر اور ان کے حوالہ جات دیئے ہیں، ایک ایسے شخص کی کتاب کا حوالہ دوں جس کے عقائدِ فاسدہ کی عام پختون علاقہ کے علماء نے متحد و متفق ہو کر مخالفت کی، جس نے ایک عرصہ تک اور اس کے متبعین نے بھی کافی مدت اسی طرح اپنے فاسد اور باطل عقیدوں کی اشاعت و پرچار کر کے باعزت و باحیا پختون ملت کو مذہبی جنگ میں جھونکے رکھا، مگر مجبوراً اور بادلِ ناخواستہ اس کی کتاب صراط التوحید سے ایک حوالہ نقل کرتا ہوں تاکہ مُلّائے پنج پیر جس کو "حق پرست" "داعیٔ توحید" اور "داعیٔ سُنّت" بیان کرتا ہے۔ بقولِ

اسی کے یہ خود شرکِ صریح اور شرکِ بواح کا مرتکب ہُوا ہے۔ صراط التوحید ص۴۵ (مطبوعہ ادارہ اشاعت حدیث لشپام) پر لکھا ہے "نیز حق تعالیٰ سُوئے غوث ندا کردہ است یا غوث الاعظم قل لاصحابک"۔

اپیل

اے ملتِ افاغنہ پاکستان! اے غیور قوم پختون! آج جبکہ کُفر کی ایک عظیم طاقت (یعنی بھارت) کے مقابلہ میں ملتِ اسلامیہ پاکستان بُنیانٌ مّرصُوص بن کر کھڑی ہے۔ اس وقت ان پر متفق علیہ مسائل میں اختلاف پیدا کر کے قوم کے اس اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنا مقصود ہے، قوم کے اندر افتراق و تشتت پیدا کر کے اس سیسہ پلائی ہُوئی دیوار کے اندر شگاف پیدا کر کے کمزور کرنا ہے۔ قوم کو تعمیری امور سے ہٹا کر ان کے افکار و خیالات کو تخریب اور بربادی میں لگانا ہے۔ کتنے دُکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ آج پاکستان میں علماء سُوء سے ہی بے اتفاقی اور تشتت کا ظہور ہو رہا ہے۔ خصوصاً حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توہین و تنقیص کرنا ان کا شیوہ ہو چکا ہے، حضور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد بروایت (امام الاولیاء) حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہے۔ "یُوشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُراٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَاءُھُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَمِنْھُمْ تَعُوْدُ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)"

(ترجمہ) عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئیگا جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف رواج ہی رہ جائیگا۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی،

ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین خلق ہوں گے۔ ان سے فتنہ نکلے گا اور ان ہی میں لوٹ جائے گا۔" اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

آج ہم دیکھ رہے ہیں تمام مسلمانوں کے نام تو اسلامی ہیں، مگر اعمال و افعال تمام غیر اسلامی، قرآن مجید رسماً پڑھا جائے گا۔ یا تو جھوٹی قسموں کے لئے قرآن ہے، یا صرف ظاہر احترام کے لئے اور بس، بڑی بڑی عالیشان مسجدیں، خوبصورت ترین بنی ہوئیں، بجلی کے قمقموں سے بھرپور، مگر نمازی کوئی نہیں اِلّا ماشاء اللہ ان کے امام بدعقیدہ ہیں، مساجد بجائے ہدایت کے فتنوں اور شرارتوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں۔ "درس قرآن مجید اور درس حدیث شریف کے نام پر انبیاء علیہم السلام کی توہین اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی تنقیص ہو رہی ہے۔ ان علماء سُو کا وطیرہ ملّت اسلامیہ افاغنہ میں فتنہ اور شر پیدا کرنا ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ ملّت اسلامیہ افاغنہ اپنے ان اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی تعلیمات، عقائد اور اعمال صالحہ کو ہی اپنی زندگی کا اصل اُصول بنا کر ان کے نقش قدم پر چلے گی۔ جو پاکیزہ تعلیم ان حضرات یعنی حضرت غواص بحر حقیقت غوث خراسان سید علی ترمذی المعروف حضرت پیر بابا صاحب، شیخ العلماء حضرت اخوند درویزہ صاحب ننگرہاری، قطب الاقطاب حضرت شیخ رحمکار صاحب المعروف کاکا صاحب، غوث وقت حضرت عبدالوہاب صاحب المعروف اخون پنجو بابا صاحب، غوث زمان حضرت ابوالبرکات سید حسن بادشاہ صاحب المعروف پیران سرکار، حضرت شیخ المشائخ قطب وقت حضرت میاں محمد عمر صاحب المعروف چمکنی بابا صاحب، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت حافظ عبدالغفور صاحب المعروف صوات باباجی صاحب، حضرت امیر العلماء خواجہ نجم الدین صاحب المعروف

هڈہ مُلا صاحب، شیخ المشائخ حضرت عبدالوہاب صاحب المعروف مانکی باباجی صاحب، حضرت قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین الحاج فضل واحد صاحب المعروف باباجی ترنگزئی، الحاج حاجی محمد امین صاحب وغیرہ وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کے ذریعہ پھیلائی غیور پختون قوم کبھی بھی اسے فراموش نہ کریگی۔ اور اسی تعلیم پر عمل کر کے نجاتِ اُخروی حاصل کرے گی۔ ان بزرگان کو اپنا امام، پیشوا اور مقتدا مان کر آپس میں اتفاق و محبت اور اُخوت کے ساتھ زندگی گذارے گی۔ اس وقت ملّتِ افاغنہ پاکستان کو کامل و مکمل اتحاد و یکانگت کی ضرورت ہے۔ اور افغان غیور ملت ہی اپنے مجاہدانہ عزم اور اپنے اتفاق کی بدولت بھارت جیسی عظیم کفر کی طاقت کو کشمیر سے ختم کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ، اور اسی ملتِ افاغنہ کے اتحاد و اتفاق کی برکت تھی کہ پاکستان عالم وجود میں آیا اور آج تک برقرار ہے اور انشاء اللہ دن دُونی رات چوگنی ترقی کرے گا۔ ورنہ ان علماءِ سُوء نے تو پاکستان بننے کے وقت اور کشمیر پہلی جہاد کے وقت بھی مخالفت کو نہ چھوڑا، اور اس عظیم اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے ان بزرگان کی حرمت کی وجہ سے ان کو رُسوا کیا اور ناکام و نامراد ہوئے۔ آخر میں یہ فقیر غیور پختون ملتِ پاکستان سے اپیل کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے مندرجہ بزرگوں، پیرانِ حق اور صاحبانِ کرامت حضرات کے نقشِ قدم پر چلیں، انہی کے اعمال و اخلاق پر عمل کریں۔ انہی کے ساتھ محبت و اخلاص رکھیں، اور ان علمائے کرام کے ارشادات پر دل و جان سے عمل کریں جو ان حضرات کے ماننے والے اور متبعین ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

گیارہویں شریف حقائق کی روشنی میں

پروفیسر فیاض احمد خان صاحب کاوش

صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج شاہ عبداللطیف میرپور خاص (سندھ)

گیارہویں شریف کی بابرکت، مقدس، مستحسن اور نورانی روحانی تقریب سعید پیرانِ پیر، غوث اعظم دستگیر، قطب ربانی، محبوب سبحانی، قندیلِ نورانی ہیکل یزدانی حضرت ابو محمد محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کے موقع پر ایصال ثواب اور حصول برکات کے لئے منعقد کی جاتی ہے اور عرب و عجم کے علمائے کرام، مشائخ عظام اور سلفِ صالحین کا یہ معمول رہا ہے اور الحمد للہ یہ مبارک سلسلہ آج بھی دنیا بھر میں جاری و ساری ہے۔

لیکن وہ لوگ جو صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں اور اولیاء اللہ پر طعن و تشنیع کرنا انہوں نے اپنا وطیرہ بنالیا ہے اس مقدس محفل کو بھی ہدف تنقید بناتے ہوئے بدعت سیئہ کا لیبل چسپاں کردیا۔ چنانچہ ہمارے فاضل دوست کہنہ مشق شاعر اور ادیب شہیر جناب پروفیسر فیاض احمد خان صاحب کاوش نے اس موضوع پر قرآن و حدیث، فقہ و تصوف اور متقدمین و متاخرین علماء و مشائخ کی تصانیف کی روشنی میں اظہار حقائق کیا ہے اور گیارہویں شریف کے ثبوت، امتیازی شان اور اہمیت و حقیقت پر مفصل و مدلل معلومات فراہم کی ہیں۔

اُمید ہے ان واضح دلائل کی روشنی میں شکوک و شبہات کے اندھیرے دور ہو جائیں گے۔

(مدیر اعلیٰ)

گیارہ تاریخ کی اہمیت :-

قدرت کو ابتداء ہی سے دِن دسواں اور رات گیارہویں محبوب و مرغوب رہی ہے چنانچہ رب تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو آزمانے اور پھر اعلیٰ مراتب سے نوازنے کے لئے اکثر یہی تاریخ منتخب فرمائی ہے چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اسی تاریخ کو آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود گلزار ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کنوئیں سے نجات پائی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں میں روشنی واپس آئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو شکست دی اور دریائے نیل میں فرعون کا لشکر غرق ہوا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے بطن سے نجات پائی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے طویل مرض سے شفا پائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کے محبوب حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی جان عزیز کے ساتھ اپنے عزیز و اقارب کی جانوں کا نذرانہ اسی تاریخ کو رب تعالیٰ کے حضور پیش کیا۔ ؎

غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین ابتدا ہے اسماعیل

اسی تاریخی اہمیت کے سبب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، آقائے دو جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختم شریف ہر ماہ اسی تاریخ کو دلواتے ہیں ایصال حق حاصل کرنے کے بعد یہی گیارہ تاریخ آپ کے عرس مقدس کے لئے بھی مخصوص ہوگئی۔

؎ کتاب ما ثبت بالسنۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، عجائب المخلوقات از علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ۔

گیارہویں شریف کی ابتداء :- علامہ امام یافعی قادری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"گیارہویں کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس ویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے۔ وہ نیاز اتنی مقبول ومرغوب ہوئی کہ اس کے بعد آپ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختم شریف دلانے لگے۔ آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز خود حضرت غوث پاک کی گیارہویں شریف مشہور ہو گئی۔ آجکل لوگ آپکا عرس مبارک بھی گیارہ تاریخ کو کرتے ہیں حالانکہ آپ کی تاریخِ وصال سترہ ربیع الآخر ہے۔ لہ

گیارہویں شریف کی امتیازی شان :- حضور غوث پاک جس ذوق وشوق سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عرسِ مقدس ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو منعقد فرماتے تھے اللہ پاک نے اسے ایسا قبولِ عام عطا فرمایا کہ آپ کے وصال کے بعد خود آپ کے فاتحہ کے لئے بھی ہر ماہ کی گیارہ تاریخ مقبول ہو گئی۔ چنانچہ :-

"دیگر مشائخ کا عرس تو سال کے آخر میں ہوتا ہے لیکن غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو مقرر فرما دیا ہے۔ ۲ے

چنانچہ علامہ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۵۱ھ) جو اس زمانہ کے علماء میں قرآن وحدیث کی زیادہ سمجھ رکھتے تھے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

"ہم اپنے سردار امام وعارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ کو حضرت غوث الاعظم

لہ۔ قرۃ الناظر وخلاصۃ المفاخر ص ۱۱

۲ے۔ وجیز الصراط ص ۸۳، از حضرت علامہ محمد بن حضرت علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ۔

رضی اللہ عنہ کے یوم عرس (یعنی گیارہویں شریف) کی محافظت دپابندی فرماتے ہوئے دیکھا۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے۔" لے

گیارہویں شریف عرب و عجم میں: سرکار سیدنا غوثِ پاک کی، گیارہویں شریف کی مبارک تقریب صرف پاکستان ہی میں مروّج نہیں بلکہ اس کا اہتمام عرصۂ دراز سے بزرگانِ عرب و عجم کرتے آئے ہیں جس کی شہادت ہندوستان میں سب سے پہلے علم حدیث کی اشاعت کرنے والے محدّث شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں۔

"بے شک ہمارے ملک (ہندوستان) میں آجکل (عرسِ پاک غوثِ اعظم یعنی گیارہویں شریف) کی گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے علامہ عبدالوہاب متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی تاریخ کو گیارہویں شریف کا ختم دلایا کرتے تھے اور ان کے مشائخ بھی۔" لے

اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کل علماء ہند و پاک کے حدیث پاک کے استاد ہیں۔ گیارہویں شریف سرکاری طور پر منانے کا ثبوت اس طرح پیش فرماتے ہیں۔

"حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ اور شہر کے اکابر وغیرہ جمع ہوتے۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور سرکار غوث پاک کی شان میں قصائد اور منقبت پڑھتے۔ مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے آس پاس مریدین حلقہ بنالیتے اور ذکر جہر شروع ہو جاتا۔ اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کے

لے ۔ ماثبت من السنۃ ص ۱۲۷

لے ۔ " " ص ۱۲۴

بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار ہوتی، تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے"[1]

اسی طرح اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے محترم استاد ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے "وجیز الصراط" میں علامہ غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۹۹ میں دار الشکوہ، "سفینۃ الاولیاء" ص ۲، میں حضرت شاہ ابو المعالی علیہ الرحمۃ نے "تحفہ قادریہ" ص ۹۰ میں آپ کے عرس پاک گیارہویں شریف کے متعلق ثبوت پیش کئے ہیں۔

گیارہویں شریف کا ثبوت:۔ بزرگان دین کی شہادتوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گیارہویں شریف موجودہ دور کی ایجاد نہیں بلکہ اسلاف کا قدیم طریقہ ہے۔ اور صالحین کی پسندیدہ چیز پر عمل کرنے کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی موجود ہے۔

ما راٰہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن"[2]

(یعنی جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے)

کتب اصول میں ہے۔

المستحب ما احبہ العلماء

(یعنی: مستحب وہ ہے جسے علماء پسند کریں۔)

چنانچہ زمانۂ قدیم سے علماء کرام اور مشائخ عظام گیارہویں شریف کی تقریب کا، اہتمام فرماتے رہے ہیں۔

[1]۔ ملفوظات عزیزی صفحہ ۶۲ فارسی

[2]:۔ موطا امام محمد ص ۱۴۰، کتاب الروح لابن قیم ص ۱۰، تفسیر مواہب الرحمٰن نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ رد المحتار ۱۵/۸ جمعات فارسی ص ۶۹۔ بستان العارفین عربی ص ۲۶۹

گیارہویں شریف کی تقریب کے لوازمات :۔ گیارہویں شریف چند اعمالِ خیر کے مجموعہ کا نام ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ قرآن شریف کی تلاوت۔

۲۔ درود و سلام

۳۔ مجلسِ ذکر و فکر کا اہتمام

۴۔ ایصالِ ثواب بارواحِ اولیاء کرام۔ بالخصوص پیرانِ پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ'

۵۔ تقسیم شیرینی و طعام۔

یہ تمام اعمال اللہ پاک کے قرب کا ذریعہ ہیں اور ان سے خیر و برکت حاصل ہوتی ہے ان میں سے ہر ہر عمل کی فضیلت قرآن پاک اور حدیث شریف سے ثابت ہے چنانچہ :۔

۱۔ قرآن پاک پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

۲۔ اسی طرح ایک بار درود شریف پڑھنے والے پر دس نیکیاں نازل ہوتی ہیں۔

۳۔ اور کلمہ طیبہ تو ساتوں آسمانوں اور زمینوں پر بھاری ہے جس کے ذکر کی بڑی فضیلت ہے۔ ذکر کے سبب اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ذکر کے حلقے کو جنت کی کیاریاں فرماتے ہیں۔

۴۔ ایصالِ ثواب کی برکات بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہیں چنانچہ قرآن و حدیث میں متعدد جگہ زندوں کی دعا اموات کے لئے، پیغمبروں کی دعا اگلی پچھلی امتوں کے لئے ملائکہ کی دعا اہلِ زمین کے لئے اس قدر متعدد طریقوں سے تلقین کی گئی ہیں کہ جن کے بعد کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

ایصالِ ثواب :- ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی ایک مسنون طریقہ ہے جو خود حضور پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ کرام، بزرگانِ دین اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ :-

" ایک شخص نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں مرگئی اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بولتی تو صدقہ کرتی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے ثواب پہنچے گا ۔ ؟"

اس پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :

" ہاں ! "

اس حدیث شریف کے تحت حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ " لمعات " میں تحریر فرماتے ہیں :-

" یہ حدیث شریف اس بات کا ثبوت ہے کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اور اہل حق کا یہی مذہب ہے۔

اس کے علاوہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں یہ حدیث شریف تفصیلی طور پر نقل فرمائی ہے ۔

" قال کان یوم ثالث . . . . . ابراھیم "

ترجمہ :- حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم کی وفات کا تیسرا دن تھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کے پاس سوکھے چھوہارے، اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی۔ ان چیزوں کو حضور کے سامنے رکھ دیا۔

تو حضور علیہ السلام نے ان پر ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھی اور یہ دعا پڑھی۔

"اللھم صل علیٰ محمد انت لہا اھل وھو لہا اھل"

پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور چہرہ مبارک پر پھیرے اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو تقسیم کر دو اور ان کا ثواب میرے فرزند ابراہیم کو پہنچے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کھانے پر ختم پڑھ کر اس کو حاضرین میں تقسیم کرنا جائز بلکہ سنت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ختم کا ثواب ارواح کو پہنچتا ہے چنانچہ فاتحہ کا یہی طریقہ آج تک رائج ہے اور گیارہویں شریف میں بھی یہی ہوتا ہے کہ کچھ کھانا پکا کر اس پر قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے حضرت غوث الاعظم کی روح پاک کو پہنچایا جاتا ہے۔

اب ہم ایک ایسی ہستی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں جو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب، مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے پیر و مرشد ہیں۔ یعنی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"نفسِ ایصال ثواب بارواحِ اموات میں کسی کو کلام نہیں۔۔۔ سلف کی تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے، اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو، کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے ؎ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار" قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے رفع یدین سنت ہے

ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی ۔۔۔۔۔ اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے لے

۔۔۔۔ گیارہویں شریف غوث پاک کی دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق اور سرمنی شاہ بو علی قلندر اور حلوہ شب برات و دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں ۔ ۲ے

احتیاط:۔ گیارہویں شریف سے روکنے والوں کو جب یہ سب حقائق سمجھائے جاتے ہیں تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی ہم تو بس احتیاطاً منع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو شامی کی اس عبارت پر غور کرنا چاہیئے۔

"لیس الاحتیاط ۔۔۔۔۔۔ النص القطعی"

ترجمہ: "احتیاط اس میں نہیں کہ کسی امر کو جس پر دلیلِ شرعی نہ ہو حرام یا مکروہ کہہ دیا جائے یہ تو اللہ پاک پر افترا ہے۔ بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ مباح کہا جائے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے خود رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود کہ آپ شارع تھے۔ شراب جیسی ام الخبائث کو حرام فرمانے میں توقف فرمایا۔ یہاں تک کہ حکم خدا آیا۔

"و لا تقولوا ۔۔۔۔۔۔ لا یفلحون" (القرآن پ ۱۴)

ترجمہ: "اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں۔ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہو گا۔"

لے۔ ہفت مسئلہ ص ۱۰، ۱۱ بلفظہ

۲ے۔ " " " "

جس طرح آجکل بعض لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام بتا دیتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں بھی اسی طرح بعض لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حرام بعض کو حلال کر لیا کرتے تھے اور اس کی نسبت اللہ پاک کی طرف کر دیا کرتے تھے ان کی اس فعل کی ممانعت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن و حدیث میں جس چیز کی برائی بھلائی ثابت ہو وہ بری یا بھلی ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ ہمارے لئے معاف اور جائز و مباح ہے اس کو بغیر کسی دلیل کے حرام گناہ اور بدعت کہنا شریعت مطہرہ پر افترا اور بہتان عظیم ہے۔ مخالفین گیارہویں شریف کو عبرت کے لئے بس یہی کافی ہے۔

نتیجہ :۔ حاصل یہ کہ گیارہویں شریف ایسا محبوب و مرغوب فعل ہے جسے بے شمار علماء کرام اور صلحائے امت کرتے چلے آئے ہیں اور اپنے معتقدین کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہے ہیں۔ اگر یہ عمل خلافِ سنت ہوتا تو ہرگز ہرگز یہ حضرات اس عمل میں حصہ نہ لیتے۔

مزید یہ کہ جن جلیل القدر علماء اور عظیم المرتبت صوفیا نے اس پر عمل کیا ہے۔ ان کے علم و فضل میں کسی کو کلام نہیں۔ آج کوئی شخص کتنا ہی عالم و فاضل ہو جائے ان کے شاگردوں کے شاگردوں میں بھی شامل نہیں ہو سکتا۔ تو کیا وہ حضرات قرآن و سنت سے بے بہرہ تھے؟ نہیں، ہرگز نہیں بلکہ اُن کے سینے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور نور ایمانی سے روشن تھے۔ وہ حضرات جید عالم بھی تھے اور پورے پورے عامل بھی۔ چنانچہ گیارہویں شریف جیسے محبوب عمل میں ہمیں انہیں بزرگوں کی پیروی کرنی چاہیئے۔

ایک خواب ایک حقیقت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت مظہر جانِ

جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس پر بہت سے اولیاء اللہ حلقہ بنائے مراقبہ میں مشغول تھے اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ دو زانو بیٹھے تھے اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے آپ کی ذات میں ماسوا اللہ سے بے نیازی اور فنافی اللہ کی کیفیات جلوہ گر تھیں۔ پھر یہ سب حضرات اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک سمت کو چل دیے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہٗ کے استقبال کو جا رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش بزرگ ننگے سر اور ننگے پاؤں تھے۔ جن کے بال الجھے ہوئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے ان کا ہاتھ نہایت عزت و احترام سے اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین اویس قرنی رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ اس کے بعد ایک حجرہ شریف نظر آیا جو نہایت ہی صاف شفاف تھا اور اس کے اوپر نور کی بارش ہو رہی تھی یہ سب باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے۔ میں نے اس کے بارے میں معلوم کیا تو ایک شخص نے بتایا۔ آج غوث الثقلین رضی اللہ عنہٗ کا عرس مقدس دگیارہویں شریف ا ہے۔ یہ سب حضرات عرس پاک کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔[1]

[1] کلمات طیبات فارسی ص ۷۸، مطبوعہ دہلی۔

میرے پیر مشکل کشا غوث اعظم

پروفیسر نبی بخش صاحب گوہر (مرحوم)
سابق پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور

تیرا در ہے دارالشفاء غوث اعظم
تو ہر درد کی ہے دوا غوث اعظم

تیرے جلوے پھیلے ہیں دنیا میں ہر سو
تو ہر جا ہے جلوہ نما غوث اعظم

تیرے در سے ملتی ہے خیرات سب کو
تو ہی سب کا حاجت روا غوث اعظم

مجھے سائے کی اب ضرورت نہیں ہے
میرے سر پہ ظلِ ہما غوث اعظم

شہنشاہ بغداد کہتے ہیں تجھ کو
مبارک ہو تاج الضیاء غوث اعظم

کسی غیر کے در پہ جاؤں میں کیونکر
جو تو ہے مجسم عطا غوث اعظم

مجھے اب سہارے کی حاجت نہیں ہے
میری زیست کا آسرا غوث اعظم

تیرا ذکر میری زباں پر ہے جاری
شب و روز اب باخدا غوث اعظم

سوا تیرے کوئی تمنا نہیں ہے
تو ہی دل کا ہے مدعا غوث اعظم

مجھے گرمیِ حشر کی کیا ہو پرواہ
میرے سر پہ سایہ تیرا غوث اعظم

میں مدت سے تیرے ہی در کا ہوں سائل   میرے پیر مشکل کشا، غوث اعظم

میری ناؤ کو خوفِ طوفاں ہو کیسے   بنے جب سے ہیں ناخدا غوث اعظم

جوانوں کی بھی تو نے کی دستگیری   ضعیفوں کا تو ہے عصا، غوث اعظم

تیرے نام پر میرا دل بھی تصدق   میری جاں ہے تجھ پر فدا غوث اعظم

فرشتے بھی تعظیم کو اٹھ رہے ہیں   جہاں ذکر تیرا چلا غوث اعظم

جو مانگا ہے اس سے سوا ہم نے پایا   ہمیں تو نے سب کچھ دیا غوث اعظم

لپٹ کر تیری جالیوں کو میں چوموں   رہی ہے یہ حسرت سدا غوث اعظم

تجھی سے یہی رات دن التجا ہے   مدینہ بھی مجھ کو دکھا غوث اعظم

نزع کی بھی مشکل تو آسان کر دے   میری رات دن ہے دعا غوث اعظم

تیرے نام سے ہی میں گوہر بنا ہوں
یہ سب کچھ ہے تیری عطا غوث اعظم

ملفوظات

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

سید نور الحسنین قادری گیلانی

سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی، قطب ربانی، قندیل نورانی، ہیکل یزدانی حضرت غوث اعظم سیدنا ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ نے، ذی قعدہ ۵۴۵ھ بروز جمعۃ المبارک، مدرسہ معمورہ بغداد شریف میں ایک عظیم الشان مجلس سے بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ان ملفوظات متبارکہ کا اردو ترجمہ الحسن کے قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک، خاتم النبیین، فخر موجودات جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طفیل ہمیں ان ارشادات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اولیاء اللہ سے حسنِ ظن :- اے منافق! خدا تعالیٰ زمین کو تجھ سے پاک فرمائے کیا تیرا نفاق کافی نہ تھا کہ علماء، اولیاء اور صالحین کی غیبت کر کے ان کا گوشت کھانے لگا، تو اور تیرے سارے منافق بھائی ایک سے ہیں۔ اور عنقریب تمہاری زبان اور گوشت میں کیڑے پڑیں گے۔ اور تم کو ریزہ ریزہ کر دیں گے۔ زمین تم کو بھینچ کر پیس ڈالے گی۔ اور الٹ پلٹ دے گی۔ جو کوئی اللہ اور اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ نیک گمان نہ رکھے اور ان کے سامنے تواضع نہ کرے۔ اس کو فلاح نہ ملے گی۔ تو ان کے سامنے تواضع کیوں نہیں ظاہر کرتا۔

وہ رئیس اور امیر ہیں۔ ان کے سامنے تیری ہستی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حل و عقد ان کے ذمہ کیا ہے۔ بارش انہی کی وجہ سے ہوتی ہے زمین انہی کے باعث سرسبز ہوتی ہے ساری مخلوق ان کی رعایا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک پہاڑ کی مانند ہے۔ جن کو، آفتوں اور مصیبتوں کی آندھیاں اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتیں۔ مولا کی رضا و توحید کے مقام سے جنبش نہیں کرتے۔ اپنے اور دوسروں کے لئے اپنے مولا کی رضا طلب کرتے ہیں۔

صحبت صالح:۔ اللہ سے توبہ کرو۔ اور اس سے گناہوں کا اعتراف کر کے معافی مانگو اور گڑگڑاؤ۔ تمہارے سامنے کیا ہے۔ اگر تم کو حق کی پہچان ہوتی تو تم اپنی حالت بدل کر دوسری حالت پر آجاتے۔ اللہ کے سامنے ادب سے رہو۔ جیسے تمہارے بزرگ باادب رہے۔ تم ان بزرگوں کے مقابلے میں، ہیجڑے اور عورت ہو۔ تم انہی امور میں شجاع ہو جو تمہارے نفس، خواہشیں اور طبیعتیں حکم دیتی ہیں۔ شجاعت دینی امور میں ہونا چاہئے اللہ کے حقوق ادا کرنے میں ہونا چاہیئے۔ عالموں اور حکیموں کے کلام کی تحقیر نہ کرو کہ یقیناً ان کا کلام دوا ہے اور خدا کی وحی والہام کا نتیجہ۔ تمہارے سامنے نبی موجود نہیں ہیں کہ تم ان کی پیروی کرو۔ لہٰذا تم نے اگر آپ کے اتباع کرنے والوں اور سچے فرماں برداروں کی پیروی کی تو گویا آپ ہی کی پیروی کی اور ان کو دیکھا تو گویا آپ ہی کو دیکھا۔ متقی علماء کی صحبت میں رہو ان کی صحبت میں رہنا تمہارے لئے یقینی برکت ہے۔ بے عمل علماء کے پاس نہ رہو۔ ان کی ہم نشینی تمہاری بدبختی ہوگی۔ جب تم کسی ایسے کی صحبت میں رہو گے جو علم و تقویٰ میں تم سے بڑھ کر ہے تو تمہیں برکت حاصل ہوگی۔ جب ایسے کی صحبت اختیار کی جو عمر میں بڑا ہے اور علم و تقویٰ کچھ نہیں تو تمہاری بدبختی ہے۔ اللہ کے لئے عمل کر غیر کے لئے نہیں۔ گناہ اس کے لیے ترک کر نہ کسی غیر کی خاطر۔ کسی غیر کی رضا کے لئے نیک عمل کرنا کفر ہے۔ اور ان کی خاطر گناہ

ترک کرنا دکھاوا ہے۔ جو اس بات کو نہیں پہچانتا اور اس کے خلاف کرتا ہے وہ ہوس میں مبتلا ہے۔ عنقریب موت آکر اس کی ہوس ختم کر دے گی۔ غیر اللہ سے کٹ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل سے تعلق رکھ۔ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اپنے اور پروردگار کے درمیان تعلق قائم رکھو، فلاح پاؤ گے۔" اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان معاملہ صاف رکھو۔ وہ صالحین کے دلوں کی حفاظت کرتا ہے۔

صابر فقیر :۔ جب امیر اور غریب تیرے پاس آئیں اور تو ان میں فرق مراتب سمجھے تو ہرگز تجھے فلاح نہ ملے گی۔ صابر فقیروں کا اکرام کر۔ ان سے ملاقات کر کے ان کی ہم نشینی سے برکت حاصل کر۔ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "صابر فقراء قیامت کے دن رحمٰن کے ہم نشین ہوں گے۔ آج دلوں سے جو اس کے ہم نشین ہیں۔ کل قیامت میں اپنے جسموں کے ساتھ ہم نشین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل دُنیا اور دُنیا کی زینت سے کنارہ کش ہے اور امیری پر فقیری کو ترجیح دی۔ اور اس پر صابر رہے۔ جب اس حال میں کامل ہو گئے تو آخرت نے پیام نکاح دیا۔ اور اپنا نفس پیش کیا۔ ان کو آخرت کا وصل ہُوا۔ جب یہ بات بھی حاصل ہو گئی تو انہیں نظر آیا کہ یہ بھی غیر خدا میں سے ہے۔ انہوں نے اس سے بھی قطع تعلق کیا اور اپنے دل کا رُخ اس سے پھیر لیا۔ اور حق تعالیٰ سے شرما کر آخرت سے بھاگے کہ وہ غیر خدا کے پاس کھڑے کیسے ہوں گے۔ مخلوق کے پاس کیوں ٹھہرے اور ان سے مانوس کیوں ہوئے۔ انہوں نے اپنے اعمال، نیکیاں اور جو کچھ عبادتیں کی تھیں، سب آخرت کے حوالے کر دیں۔ پھر اپنے مولیٰ کی طلب میں صدق کے پروں سے اُڑے، آخرت کے پاس پنجرا چھوڑا۔ اپنے وجود کے قفس سے نکل کر اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اڑے۔ رفیق اعلیٰ کو طلب کیا جو اول ہے آخر ہے۔ ظاہر ہے باطن ہے۔ اس کے قرب کے برج میں جا پہنچے، اور ان لوگوں میں سے ہو گئے جن کے لئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بیشک وہ ہماری جناب میں منتخب اور برگزیدہ ہیں۔ ان کے دل ان کی ہمتیں ان کے باطن، ان کی عقلیں اور دُنیا و آخرت ہمارے پاس ہیں۔ اس درجہ رفعت کے بعد ان کے پاس دُنیا و آخرت نہیں آتی۔ آسمان و زمین اور ان کے اندر جو کچھ بھی ہے سب ان کے دل کے لئے معدوم ہو جاتے ہیں۔ ان کو اپنے غیر سے فنا کر کے اپنے لئے وجود بخشتا ہے۔ اگر دنیا میں ان کا مقسوم باقی رہتا ہے تو انہیں آدمیت و بشریت کی طرف مقسوم پورا کرنے کے لئے واپس بھیجتا ہے تاکہ علم و قضا و قدر میں تبدیلی نہ ہو۔ وہ اللہ کے علم اور قضا و قدر کے بارے میں حسن وادب کا خیال رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ان کو عطا کیا جاتا ہے اس کو زُہد و ترک دُنیا کے قدم پر قائم رہ کر لیتے ہیں۔ اپنے نفس، خواہش اور ارادے سے نہیں لیتے۔ بہر حال ہیں شریعت کے ظاہری احکام ملحوظ رہتے ہیں۔ دنیا کے لئے مخلوق سے بخل نہیں کرتے اور اگر قدرت ہو تو ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا پیارا بنا دیں۔ ان کے دلوں میں دُنیا اور دُنیا کی چیزوں کی ذرہ برابر وقعت نہیں رہتی۔

خدا سے معاملہ :۔ جب تک تو دُنیا میں آلودہ ہے آخرت نہیں مل سکتی اور جب تک تو آخرت کے ساتھ ہے مالک کا وصل نصیب نہیں ہو سکتا۔ عمل کر، جان بوجھ کر انجان نہ بن۔ تو ان میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم دیکر گمراہ کیا۔ فقیروں کے ساتھ حسن سلوک خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی چیزوں میں سے ہے، کیا تجھے نہیں معلوم کہ صدقہ اس اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرنا ہے جو غنی اور کریم ہے۔ کیا غنی و کریم کے ساتھ معاملہ کرنے والا بھی کبھی نقصان اٹھاتا ہے۔ اللہ کی راہ میں تو ایک ذرہ خرچ کرے گا تو وہ پہاڑ عطا کرے گا۔ تو خدا کے لئے ایک قطرہ دے گا تو دُنیا و آخرت میں اس کے بدلے سمندر بخشے گا۔ تجھے بھرپور اجر و ثواب دے گا۔

لوگو! اگر تم خدا تعالیٰ سے معاملہ کرو گے تو تمہاری کھیتیاں لہلہا اُٹھیں گی۔ تمہاری نہریں

جاری ہو جائیں گی۔ تمہارے درخت پھلیں پھولیں گے۔ لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیں اور برائیوں سے روکو۔ اللہ کے دین کی مدد کرو اور اس کے لئے لوگوں سے دشمنی رکھو۔ صدیق وہ ہے جو نیک کام میں خدا سے دوستی رکھے۔ خلوت میں، محفل میں، تنگی ترشی میں، رنج و راحت میں ہر جگہ دوستی قائم رہے۔ خدا ہی سے اپنی حاجتیں مانگو مخلوق سے نہ کہو اور اگر مخلوق سے کہنا ہی پڑے تو پہلے اپنے دل سے خدا کی طرف رجوع کرو۔ وہ تمہیں مانگنے کا کوئی طریقہ بتائے گا۔ اب اگر انکار کر دیا گیا یا تمہیں کچھ مل گیا تو خدا کی طرف سے ہو گا۔ مخلوق کی جانب سے نہیں۔ ان لوگوں نے اپنے دلوں سے روزی کی فکر دور کر دی اور یقین کر لیا کہ وہ قسمت معین کے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ اس لئے اس کی تلاش ترک دی۔ اور اپنے بادشاہ کے دروازہ پر پڑے رہے اور اللہ کے فضل و کرم علم و قرب کے باعث ساری چیزوں سے بے نیاز ہو گئے۔ جب وہ اس حالت میں کامل ہو گئے تو مخلوق کے قبلہ بن گئے اور اپنے شاہ کے حضور پہنچانے کے لئے خطیب۔ اپنے دلوں کے ہاتھوں سے پکڑ کر وہاں لے جاتے ہیں اور خوشنودی و قبولیت کی خلعت ان کے لئے مانگتے ہیں

ایک بزرگ کا قول :۔ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے جن کی عبودیت مانی ہوئی ہے۔ دنیا و آخرت نہیں مانگتے بلکہ اس سے اسی کو مانگتے ہیں۔

اے اللہ ساری مخلوق کو اپنے در کا راستہ دکھا۔ میرا تو ہمیشہ تجھ سے یہی سوال ہے اور اختیار تیرے ہاتھ میں ہے۔ یہ عام دعا ہے۔ مجھے اس پر ثواب ملے گا۔ خدا تعالیٰ اپنی مخلوق سے جو چاہے کرے اسے اختیار ہے۔ جب قلب کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ تو خالق ہر رحم و کرم کے جذبے سے لبریز ہو جاتا ہے۔ بعض بزرگوں نے ارشاد فرمایا۔" مومن وہ ہے جو اکثر نیک کام کرے اور گناہوں کو صدیق ہی چھوڑ سکتے ہیں۔ صدیق چھوٹے بڑے سب گناہوں کو ترک کر دیتے ہیں۔ پھر چھوٹی سی چھوٹی خواہش سے پرہیز کرتے ہیں پھر مباح کو ترک کر کے مطلق حلال کی تلاش کرتے ہیں۔ رات دن کے بیشتر اوقات میں اللہ کی عبادت

میں لگے رہتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے لئے خرق عادت امر ظاہر کرے۔ انہیں بے سان وگمان روزی دے انہیں عطا کرے اور لینے کا ظلم دے ساری چیزیں ان کے لئے خالص اور صاف ہو جائیں۔ کیونکہ ایک زمانہ تک انہوں نے صبر کیا اور اُن کی ضرورتیں سینوں ہی میں گھٹ کر رہ گئیں۔ وہ اپنی ناکامیوں کو برداشت کرتے رہے۔ تمام حالتوں میں بے نیل ومرام لوٹائے گئے دعا کرتے تو قبول نہ ہوتی۔ درخواست کرتے تو منظور نہ ہوتی شکایت کرتے تو بیماری اور بڑھا دی جاتی خوشی چاہتے تو نہ پاتے۔ خوف کھاتے تھے اور خلاصی نہ ملتی پکے موحد ومخلص بن کر عمل کرتے لیکن اس کی قربت نظر نہ آتی جس کے لئے عمل کرتے تھے گویا مومن اور موحد نہ تھے لیکن ان سب کے باوجود وہ ہمیشہ مدارات وصبر کرتے رہے وہ جانتے رہے کہ صبر ہی ان کے دل کی دوا اور اس کی صفائی اور قربت کا سبب ہے اور اس امتحان کے بعد خیر ضرور آئے گی۔ علاوہ ازیں وہ سمجھتا رہا کہ یہ امتحان مومن کو منافق سے موحد کو مشرک سے اور مخلص کو ریاکار سے۔ بہادر کو بزدل سے ممتاز کرنے کے لئے ہے اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ثابت قدم کون ہے اور ہل جانے والا کون؟ صابر کون ہے اور گھبرانے والا کون؟ اہل حق کون ہے اور اہل باطل کون؟ اور سچے جھوٹے، دوست دشمن، پابند شریعت اور بدعتی میں تمیز کرنے کے لئے ہے۔

حرماں نصیب:۔ ایک بزرگ کا قول سنو! دنیا میں اس شخص کی طرح رہو جو اپنے زخم کا علاج کرتا ہے اور دوا کی کڑواہٹ کو صحت کی امید میں برداشت کرتا ہے۔" سب سے بڑی بلا اور مرض یہ ہے کہ تو مخلوق کو خدا کا شریک سمجھے۔ نفع ونقصان دینے لینے میں تیری نظر ان پر ہے۔ سو دوا کی دوا بلا کا دور ہونا۔ مخلوق کا دل سے نکلنا۔ قضا وقدر کے نازل ہونے کے وقت عزم کی پختگی ہے اور مخلوق پر حکومت ورفعت کا طلب گار نہ ہونا۔ قلب کا خلوص باطن کی صفائی، ہمت کی بلندی ہے،

جب تجھے یہ مقام حاصل ہو جائے گا، تیرا قلب مطمئن ہو کر نبیوں، پیغمبروں، شہداء، صالحین اور مقرب فرشتوں کی صف میں شامل ہو جائے گا اور جب تک تجھے اس پر بقاء حاصل رہے گی تجھے بڑائی، عظمت سربلندی عطاء ہو گی، ولایت وحکومت دی جائے گی اس وقت تجھ کو جو ملے گا اور جیسی ولایت نصیب ہو گی، اور جو کچھ دیا جائیگا اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا، جو شخص اس کلام کے سننے، اس پر یقین کرنے اور اہل اللہ کا احترام کرنے سے محروم رہا حقیقتاً وہی حرماں نصیب ہے۔

آخرت کا سودا:- وہ لوگ جو مجھے چھوڑ کر اپنی روزی کمانے میں لگے ہوئے ہیں۔ سنو! روزی، نفع اور آخرت کا سودا میرے پاس ہے۔ میں کبھی تاجروں کا سودا کرتا ہوں، کبھی تاجر اور سرمایہ دار ہر ایک کو اس کا حق دلواتا ہوں۔ جب آخرت کی کوئی چیز مجھے ملتی ہے تو اکیلے نہیں کھاتا۔ سخی کبھی اکیلے نہیں کھاتا ہر اس شخص کو جو اللہ کی بخشش سے واقف ہے بخیل نہ پاؤ گے۔ ہر وہ شخص جس نے خدا کو پہچان لیا اس کے نزدیک ہر چیز ناچیز ہو گئی۔ بخل نفس کا روگ ہے اور عارف کا نفس عوام کے نفوس کے مقابلہ میں مُردہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پہ مطمئن اور پُرسکون اور اس کی وعید سے خوف زدہ ہے۔

اے اللہ ہم کو بخش دے جو تُو نے اولیاء اللہ کو عطا فرمایا، ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا و آخرت میں نیکی عطا فرما اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔ (آمین۔ ثم آمین)

کرامات سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سید غلام الحسنین قادری گیلانی

بی کام

اسلام کی حقیقت اور قرب خداوندی کی لذت سے ناآشنا لوگ کرامت کے متعلق شکوک و شبہات کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ اور کرامت انہیں ایک ایسا ناممکن فعل نظر آتا ہے جو کسی انسان سے صادر نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ دراصل ایک طرف تو اولیائے کرام کو اپنی ذات پر قیاس کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنے عقل سلیم سے بھی کام نہیں لیتے۔ اگر یہ ذرا تفکر و تدبر سے کام لیں تو ان کا مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔ مثلاً وہ لوگ جو اس دنیا کے عارضی و فانی بادشاہوں کے درباروں و حکمرانوں کے دفاتر سے منسلک ہوتے ہیں وہ بہت سے ایسے کام بڑی آسانی سے کروا لیتے ہیں جن کی انجام دہی عام آدمی کے لئے ممکن نہیں ہوتی۔ تو کیا وہ پاک طینت حضرات جو ساری دنیا سے رخ موڑ کر اپنے ابدی اور حقیقی مالک کی طرف رجوع کر لیتے ہیں اور اس احکم الحاکمین کا قرب حاصل کر لیتے ہیں کیا وہ محروم رہتے ہیں؟ اور رب العالمین انہیں کوئی مرتبہ و اختیار عطا نہیں فرماتا؟۔ ضرور عطا فرماتا ہے اور یہی عطا پیغمبر کے لئے معجزہ اور نبی کے لئے کرامت بن کر ظہور پذیر ہوتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اپنے اولیاء کی کرامات کا ذکر فرمایا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف بن برخیا (جو نبی نہیں تھے) کا پلک جھپکنے میں ملکہ بلقیس کے شاہی تخت کو حاضر کر دینا، حضرت مریم علیہ السلام کے پاس بے موسم کے تازہ پھلوں کی موجودگی اور اصحاب کہف کے واقعے میں اولیاء کرام کی کرامات کی روشن دلیلیں موجود ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اولیاء کرام کی عظمت اور کرامات کے متعلق نہایت واضح ارشادات فرمائے ہیں جو امن کی رہنمائی کے لئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صرف بخاری شریف کی ایک حدیث قدسی پیش کی جاتی ہے

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے جو شخص میرے ولی کو اذیت پہنچائے پس میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں اور میرا تقرب حاصل نہیں کرتا میرا کوئی بندہ کسی چیز کے ساتھ جو محبوب

ہیں مجھے وہ اعمال مگر جو فرض کیے گئے ہیں اس پر اور میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے بندہ نوافل کے ذریعے۔ یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں حتیٰ کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر یہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا فرماتا ہوں اور اگر یہ میری پناہ میں آنا چاہے تو اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں الغرض اللہ تعالیٰ کا ولی جب اپنی ذات اور خواہشات کو فنا کر کے عبادت و ریاضت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اسے ایسی قدرت اور طاقت عطا فرما دیتا ہے جس سے وہ اس کائنات میں تصرف کرتا ہے اور پھر اس ولی سے جو کرامات ظاہر ہوتی ہیں تو ان میں قوت الٰہیہ کارفرما ہوتی ہے اور کوئی کام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید اور ناممکن نہیں۔

حضرت علامہ امام یوسف نبہانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ خاتم النبین ہیں اور رب العالمین جل جلالہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین مبین نے باقی رہنا ہے۔ (لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کے اسباب کا مسلسل جاری رہنا بھی ضروری ہے۔ ان اسباب میں سے ایک قوی ترین سبب کرامات ہیں۔ جو اگرچہ اولیاء کرام سے صدور پاتی ہیں لیکن حقیقت میں یہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ہیں اور یہ کرامات قرآن حکیم کے معجزہ کے علاوہ اضافی معجزات ہیں اور ان اضافی معجزات یعنی کرامات کے ذریعے گویا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت میں موجود ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بھی امت اسی طرح معجزات کا مشاہدہ کر رہی ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں مشاہدہ کیا کرتی تھی)

امت محمدیہ کے اولیائے کرام میں حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو بلند مقام حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن کر قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کے درجے پر فائز ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو تمام اولیاء کا امام و پیشوا بنا دیا اور اپنی بخشش و عطا کے خزانوں پر مامور فرما کر تمام کائنات پر تصرفات کا اختیار و

اقتدار عطا فرمایا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی چند کرامات قارئین الحسن کی نذر کی جا رہی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے دلوں کو، جناب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت و عقیدت سے مزین فرماتے آمین۔

(۱) :۔ امام الانبیاء۔ اور امام الاولیاء۔ کا لعاب دہن :۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے امام الانبیاء۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام الاولیاء۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم کی زیارت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیٹا تم وعظ کیوں نہیں کرتے؟ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عجمی ہوں بغداد کے فصحاء عرب کے سامنے کیسے کلام کر سکتا ہوں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منہ کھولو! میں نے منہ کھولا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا، پھر جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم نے چھ بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے عرض کی یا حضرت سات بار کیوں نہیں تو آپ کرم اللہ وجہ الکریم نے ارشاد فرمایا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ادب کی وجہ سے۔ اور اس کے بعد جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع فرمایا تو دریائے فصاحت اُمڈنے لگا۔ ستر ستر ہزار سامعین ایک ایک مجلس وعظ میں موجود ہوتے اور لطف کی بات یہ کہ قرب و جوار والوں کو آپ کی آواز یکساں سنائی دیتی اور تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے، بے ہوش ہو جاتے، بے ایمان آتے تو صاحب ایمان ہو جاتے، ایماندار آتے تو ولی بن جاتے۔ یہاں تک کہ جو لٹیرے اور ڈاکو آتے تو ابدال و قطب بن جاتے۔

(۲) :۔ مردے کو زندہ کرنا :۔

ایک دفعہ جناب سیدنا پیران پیر رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مسلمان اور عیسائی کو جھگڑتے ہوئے دیکھا تو ان سے لڑائی کی وجہ پوچھی تو مسلمان نے کہا کہ یہ عیسائی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ والسلام جناب محمد رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں۔ آپ نے عیسائی سے پوچھا کہ تم کس وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو افضل کہتے ہو۔ تو عیسائی کہنے لگا کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی تو نہیں البتہ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ضرور ہوں اگر میں مردے کو زندہ کر دوں تو تم ایمان لا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت تسلیم کر لو گے؟ تو اس نے کہا ہاں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے کوئی پرانی قبر دکھاؤ تاکہ میں اسے زندہ کر دوں۔ اس عیسائی نے ایک بہت ہی قدیم اور شکستہ قبر کی نشاندہی کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس عیسائی سے فرمایا اگر تو چاہے تو یہ مردہ اپنی زندگی میں جو پیشہ کرتا تھا اس کے ساتھ ہی نمودار ہو۔ عیسائی نے کہا کہ یہ تو اور بھی اچھا ہو گا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے عیسائی سے پوچھا تمہارا نبی کس کلام سے مردے کو زندہ کرتے تھے؟ اس نے کہا میرے نبی "قم باذن اللہ" کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "قم باذنی" قبر پھٹ گئی اور مردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا باہر نکل آیا۔ جب عیسائی نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو قدموں پر گر پڑا اور اسلام قبول کر لیا۔

(۳):۔ فقہائے بغداد کی گرفت اور معافی:۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کی شہرت جب ہر طرف پھیل گئی تو بغداد کے چوٹی کے سو فقہاء آپ رضی اللہ عنہ کا امتحان لینے کی غرض سے اکٹھے ہوئے اور آپس میں طویل صلاح مشورے کے بعد ہر ایک فقیہہ نے مختلف علوم و فنون میں سے ایک ایک مشکل سوال تیار کیا تاکہ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کو نیچا دکھایا جا سکے۔ چنانچہ وہ سب حضور کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ مراقبہ کئے ہوئے تشریف فرما تھے جونہی آپ رضی اللہ عنہ نے سر اقدس اٹھایا تو ایک نورانی شعلہ نمودار ہوا جو ان تمام فقہاء کے سینے پر جا کر لگا۔ وہ سب چلانے لگے کپڑے پھاڑ ڈالے سروں سے پگڑیاں پھینک ڈالیں اور چیختے چلاتے ہوئے آپ کے قدموں پر گرنے لگے۔ آپ نے ہر ایک کو سینے سے لگایا اور مخاطب ہو کر فرمایا تمہارے دل میں یہ سوال تھا اس کا یہ جواب ہے۔ جب یہ مجلس برخاست ہوئی تو لوگوں نے ان سے پوچھا یہ کیا معاملہ تھا۔ تو وہ کہنے لگے کہ جونہی نوری شعلہ ہمارے سینوں سے ٹکرایا تو ہمارا علم سلب ہو گیا۔ ہم سب کچھ بھول گئے۔ لیکن جب آپ نے ہمیں سینے سے لگایا تو ہمارا علم دوبارہ ہمیں واپس مل گیا۔ اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے جو جوابات مرحمت فرماتے وہ ہم نے اس سے پہلے نہ کبھی پڑھے تھے نہ ہی کسی سے سنے تھے۔

(۴):- ایک وقت میں اکہتر مقامات پر موجود ہونا:-

ایک مرتبہ رمضان المبارک کے مہینے میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ایک مرید آیا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر روزہ افطار کرنے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرمایا پھر دوسرا آیا اور اس نے بھی اُسی دن دعوت دی اسے بھی حضرت نے شرف قبولیت سے نوازا۔ یہاں تک کہ اس دن ستر مختلف حضرات نے آپ کو افطار کی دعوت دی جو آپ نے قبول فرمائی اور افطار کے وقت آپ سب کے گھروں میں موجود تھے۔ بعد میں یہ خبر جب بغداد شریف میں پھیلی اور آپ کے خادم خاص کو علم ہوا تو وہ کہنے لگا حضور تو کہیں بھی نہیں گئے۔ اپنے گھر پر ہی افطاری فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا یہ صحیح ہے۔ میں نے ان لوگوں کے ہاں الگ الگ حاضر ہو کر افطاری کی اور اس وقت میں اپنے گھر میں بھی موجود تھا۔

(۵):- چور عہدہ ابدال پر:-

حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کے مکان میں ایک دفعہ رات کے وقت ایک چور چوری کرنے کے خیال سے گھس آیا۔ جونہی وہ اندر آیا تو اس کی نظر جاتی رہی اور وہ اندھا ہو گیا۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ یہ تمام ماجرا ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دل میں سوچا یہ بات مناسب نہیں کہ یہ ہمارے پاس کچھ لینے کے لئے آئے اور خالی ہاتھ چلا جائے چنانچہ آپ اسی تصور میں تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور فلاں علاقے کا ابدال فوت ہو چکا ہے اور اس کی جگہ پر فوری تقرر فرمائیں آپ نے فرمایا ابھی ایک شکستہ دل آدمی ہمارے گھر میں داخل ہوا ہے اسے پکڑ کر لے آؤ چنانچہ خضر علیہ السلام نے اسے پکڑ کر آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کر دیا۔ آپ نے اس پر نگاہ التفات فرماتے ہوئے ابدال کے مقام پر فائز کر دیا اور اسے خضر علیہ السلام کے حوالے فرما دیا۔

(۶):- ایک مریدنی کی مدد کو پہنچنا:-

ایک عورت جو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مریدنی تھی ایک دفعہ کسی کام کے سلسلہ

میں پہاڑ کی طرف گئی۔ ایک بد کردار شخص جو اس کا پیچھا کر رہا تھا وہ بھی وہاں پہنچ گیا اور اس کی عصمت دری کی کوشش کرنے لگا۔ مریدنی نے بے بس ہو کر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو مدد کے لئے پکارا۔

الغیاث یاغوث اعظم الغیاث یاغوث الثقلین الغیاث یاشیخ محی الدین الغیاث

آپ رضی اللہ عنہ اس وقت وضو فرما رہے تھے اور پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں تھیں۔ آپ نے کھڑاؤں پاؤں سے اتار کر انہیں پھینکا تو وہ اس فاسق شخص کے سر پر لگیں اور وہ مر گیا۔ اس طرح وہ مریدنی اس کی دست درازی سے بچ گئی۔ اس نے وہ کھڑاؤں اٹھائیں اور حضور غوث اعظم کے دربار عالیہ میں حاضر ہو کر تمام حاضرین کے سامنے یہ واقعہ سنایا۔

(۷) تاجر کی تقدیر بدلنا۔

حضرت شیخ حماد الدباس رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک تاجر ابو المظفر نامی حاضر ہوا اور عرض کی جناب میں تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف جانے کا ارادہ ہے۔ حضرت شیخ حماد نے فرمایا کہ تم اس سال سفر نہ کرو ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال بھی لٹ جائے گا۔ تاجر بڑا پریشان ہو گیا اور جناب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میری ضمانت پر سفر کر سکتے ہو۔ جاؤ تم جان و مال کی سلامتی سے رہو گے۔ چنانچہ وہ تاجر سفر پر روانہ ہو گیا اور خوب نفع کمایا۔ وہ رقم لے کر ایک حمام میں داخل ہوا اور رقم ایک طاق میں رکھ دی۔ واپسی پر رقم بھول گیا۔ اور قیام گاہ میں آ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہے کہ اس کے قافلے پر ڈاکوؤں نے حملہ کر کے تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور خود اس کی گردن پر بھی تلوار چلائی۔ وہ گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا تو اسے وہ رقم یاد آئی۔ واپس حمام گیا تو وہ دینار طاق میں پڑے ہوتے اسے مل گئے۔ انہیں لے کر بغداد شریف پہنچا تو شیخ حماد سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے فرمایا فوراً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دو کیونکہ وہ غوث اعظم اور اللہ تعالٰی کے محبوب ہیں اور انہوں نے تمہارے لئے ستر مرتبہ دعا کی تھی جس کی برکت سے اللہ تعالٰی نے تیری تقدیر کو بدل دیا اور جو کچھ بیداری میں ہونا تھا اسے خواب میں تبدیل کر دیا چنانچہ وہ تاجر

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا شیخ حماد نے سچ فرمایا میں نے تمہارے لئے ستر مرتبہ دعا کی ہے۔

(۸) حضرت شیخ احمد کا شیر اور غوث اعظم کا کتا۔

حضرت شیخ احمد زندہ فیل شیر پر سواری کرتے تھے اور جہاں بھی جاتے شیر کی خوراک کے لئے ایک گائے طلب کرتے۔ اسی طرح جب وہ بغداد شریف آئے تو حضور غوث الثقلین کے مہمان ہوئے۔ سیدنا غوث پاک کے خادم جب گائے پیش کرنے کے لئے لے جانے لگے تو اصطبل کا ایک لاغر سا کتا بھی ساتھ ہی روانہ ہو گیا۔ اور شیخ احمد کا شیر جب گائے پر جھپٹنے لگا تو اس لاغر کتے نے بڑی پھرتی سے جست لگائی اور شیر پر حملہ کر کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ یہ منظر دیکھ کر شیخ احمد نے حضور غوث اعظم کی دست بوسی کی اور اپنی حرکت پر نادم ہو کر تائب ہوئے۔

سگ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

کیا دبے جس پر حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

(امام احمد رضا خان صاحب بریلوی)